عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۵

شمارہ نمبر ۵

قادیانی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

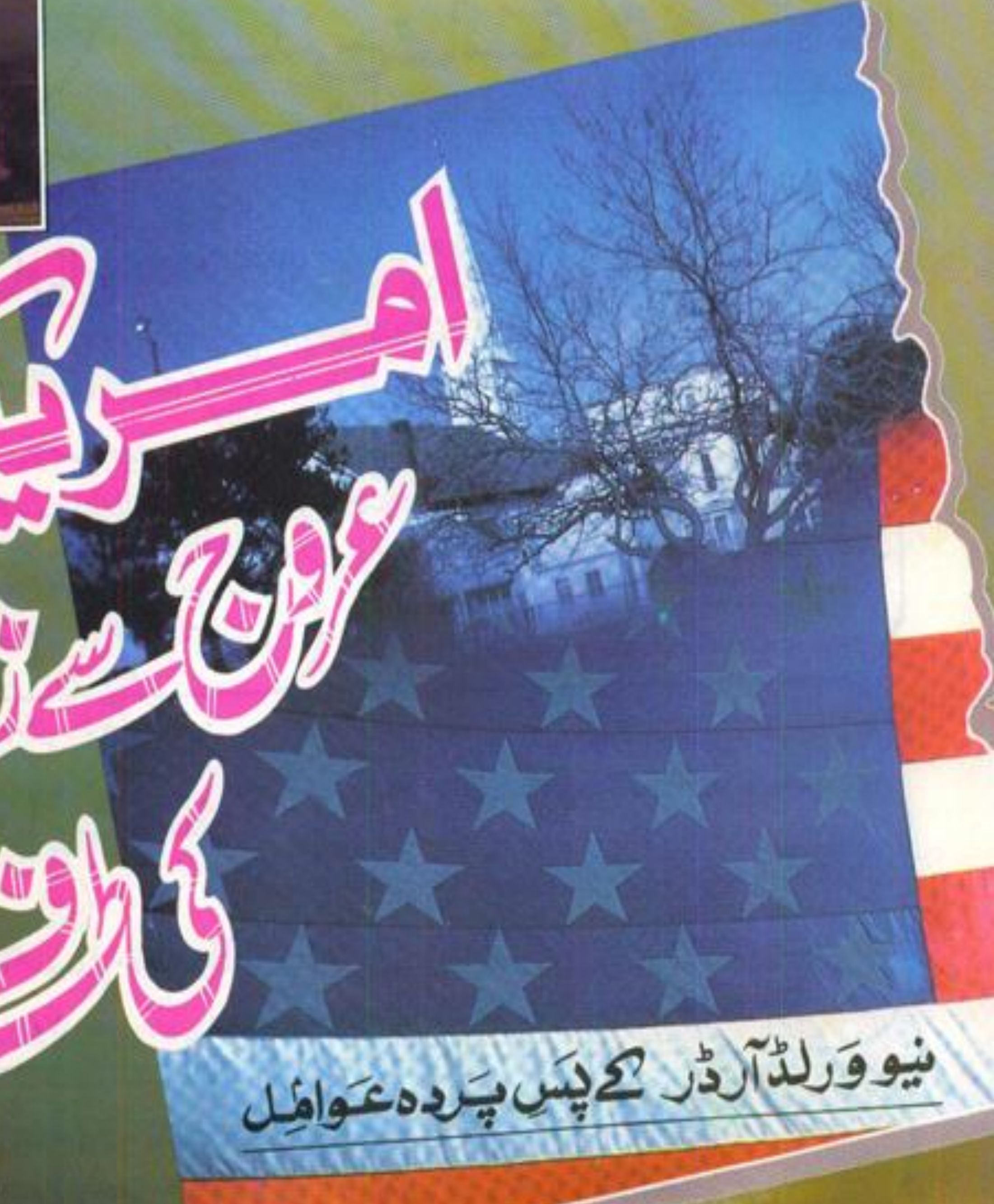

امریکہ عروج سے زوال کی طرف

نیو ورلڈ آرڈر کے پسِ پردہ عوامل

قیمت: ۵ روپے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی نئی چھ۶ مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر
خصوصی رعایت

تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۶۰۰ صفحات

تالیف : مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء آغازِ تحریک سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک لمحہ بلمحہ کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر وقصبہ کی رپورٹیں ○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات وجرائد کی تمام خبریں، اداریے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ
کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، چار رنگا سرورق مجلد قیمت -/۲۰۰

قومی تاریخی دستاویز (اردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر وصدر الدین ۔ قادیانی ولاہوری دونوں گروپوں کے مرزائی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلاً (سوالاً وجواباً) اس میں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہِ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں ۔
کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ مجلد چار رنگا ٹائیٹل لیمنیشن، صفحات ۳۰۰ سے زائد قیمت -/۱۵۰ روپے

نئی
قادیانی عقائد کا
اِنسائیکلوپیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از :۔ پروفیسر محمد الیاس برنی ۔ ایم ۔ اے ، ایل ۔ ایل ۔ بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار ۔ نئے حوالہ جات ۔ اغلاط سے مبرّا ۔ سفید کاغذ بہترین طباعت ۔ مضبوط وعمدہ جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم ، مکمل تاریخ ، قادیانیوں کی مذہبی وسیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرہ سے پردہ چاک کر دیا ۔ صفحات ۱۱۶۴
قیمت -/۳۰۰ روپے

رئیسِ قادیان

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری ؒ کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ وپیراستہ ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزا جی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی وعمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح ۔ مرزا جی کے قول وعمل سے مزین علمی وتاریخی دستاویز ۔ عمدہ کاغذ بہترین طباعت ۔ مضبوط جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ صفحات ۶۷۶
قیمت -/۱۵۰ روپے

احتسابِ قادیانیت

از قلم : مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظرِ اسلام کے ردِ قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ ۔ نئی کمپیوٹر کتابت
بہترین کاغذ ۔ عمدہ طباعت ۔ مضبوط جلد ۔ رنگین ٹائیٹل ۔

صفحات ۳۰۰ قیمت -/۱۰۰ روپے

کاغذ وطباعت مثالی ۔ بہترین کمپیوٹر کتابت

تحفۂ قادیانیت (جلد دوم)

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مضبوط جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ صفحات ۵۰۰ سے زائد قیمت -/۱۵۰

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے ۔ تاریخی ، مذہبی ، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے ۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں :
○ دارالعلوم دیوبند اور مسئلہ ختمِ نبوت ○ مسئلہ ختمِ نبوت اور مولانا نانوتوی ؒ ○ معرکۂ قادیان ولاہور ○ ظلی نبوت کا تارِ عنکبوت ○ پیامِ اقبال اور فتنۂ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے جرمنی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد (سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان) ۔۔۔ فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب ۔

مکمل سیٹ منگوانے پر چالیس فیصد رعایت ○ وی پی نہ ہوگی ○ پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے ۔

پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد ۱۵
شمارہ ۵

۱۰ تا ۱۶ صفر ۱۴۱۷ھ بمطابق
۲۸ جون تا ۴ جولائی ۱۹۹۶ء

REGD. NO.SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد چنیوٹی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

نائیٹل ڈیزائین
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ	۳
امریکہ عروج سے زوال تک	۶
گوہر شاہی فتنہ اور اس کے اثرات	۱۱
قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں	۱۵
مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی تاریخی حقائق کی زبانی	۱۷
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	۲۰

چندہ اندرون ملک
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۳۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

چندہ بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی
اور ایشیائی ممالک ۴۰ امریکی ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت — الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

قیمت ۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان فون نمبر 514122

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر عبدالرحمٰن باوا | ناشر سید شاہد حسن | مطبع القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۱۰۳ ابوزر غفاری ٹاؤن کراچی

عورتوں کی سزائے موت کا خاتمہ یا اسلامی قوانین میں تبدیلی؟

نسوانی حکومت کی طرف سے معاشرہ کو مغربی سانچے میں ڈھالنے کے اقدامات تو برابر جاری ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے مزاحیہ انداز میں اسلامی قوانین پر تیشہ زنی کا عمل بھی جاری ہو گیا ہے پہلے اقلیتوں اور عورتوں کو دوہرے ووٹ کا حقدار قرار دیدیا گیا اور اب عورتوں کے لئے سزائے موت کا قانون ختم کرنے کا بھی کابینہ نے اپنے تئیں فیصلہ کر لیا ہے۔

تعجب ہے! ایک طرف تو مردوں والے تمام حقوق عورتوں کو دلانے کا نعرہ لگایا جا رہا ہے۔ مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی صدائیں ہر جانب سے سمع خراشی کر رہی ہیں۔ عورت کی شہادت مردوں کے برابر قرار دلوانے کے لئے جہل مرکب کے مریض محققین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں...... لیکن ......

مردوں والی مشقت اور کسی جرم میں ملوث ہونے پر سزا کا معاملہ ہو جائے تو عورت کی نسوانیت اور نزاکت و کمزوری کا واویلا کیا جائے۔ مغرب کے معیار معاشرت کی صرف افسانوی پرستی کو اختیار کرنا تو روشن خیالی نہیں۔ یہ تو اس محاورے کی عکاسی ہو گی کہ "کھانے پینے کو بندریا اور ڈنڈے کھانے کو ریچھ"۔

کیا پاکستان کی کابینہ میں ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے جسے صاحب عقل و خرد قرار دیا جا سکے۔ مغرب کا کون سا ملک ہے جس میں عورتوں کو یہ امتیازی حقوق حاصل ہیں؟ وہاں تو عورت کی کفالت سے بھی مردوں نے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ کتنی ہی عورتیں ان میں تن پوشی اور نان و نوش کے لئے ماری ماری پھرتی ہیں اور راتیں ہوٹلوں کے کمروں میں گزارتی ہیں۔ اسلام واحد دین ہے جس نے عورت کو بیٹی، بہن اور بیوی جیسے پیارے رشتوں اور ماں جیسے قابل عزت و احترام مقام پر فائز کیا۔ ہر پہلو سے معاشرے میں عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت کا سامان فراہم کیا۔ ماں، بیٹی، بہن، بیوی رشتہ کی کوئی بھی نوعیت ہو کفالت کی تمام تر ذمہ داری مردوں پر عائد کر دی ہے۔ عبادات میں بھی عورتوں کی رعایت رکھی گئی مخصوص ایام کی عبادات ہی معاف کر دی گئی۔ عورت کی کفالت اور تحفظ کا ایک مربوط و منظم نظام قائم کر دیا۔ لیکن جرم ...... بہر حال جرم ہے۔ جرم کی سزا میں اللہ اور اس کے رسول نے جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز قائم نہیں کیا۔ جرم چوری کا ہو یا عصمت کا کسی پر زیادتی اور ظلم کا ہو یا قتل و جروح کا۔ مرد اور عورت کی سزا میں کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ بلکہ خالص عقل سے فیصلہ کیا جائے تو عورت تو دوہری سزا کا مستحق قرار دے گی کہ نزاکت و ضعف سے متصف جنس اس جرم کا ارتکاب کرے۔ جو قوت و طاقت کے استعمال سے وقوع میں آتے ہیں تو اس نے اپنے ... صرف تجاوز کیا بلکہ ظلم کا ارتکاب کیا۔ اسلام نے ازراہ ترحم عقل کو مساوات کی حدود کا پابند کر کے مرد و عورت کی سزا کو برابر کر دیا۔

قطع نظر اس سے کہ کابینہ کے فیصلہ کو عقل و اسلام سے تہی دستی کا شاخسانہ قرار دیا جائے بعض اندیشے سر اٹھاتے نظر آتے ہیں۔ کیا کوئی عورت طاقت کے بل بوتے پر ایسے اقدامات کر چکی ہے یا کرنے والی ہے جو اسے سزائے موت کا استحقاق دلانے کے لئے کافی ہو سکتے ہیں؟ کیا ان اقدامات کے نتیجے میں سرزد ہونے والے جرائم کے نتیجہ و سزا کے تصور سے کابینہ روح بچ نکلنے کے راستے تلاش کر رہی ہے؟ کابینہ کا یہ فیصلہ اسی کی غمازی کر رہا ہے۔ ورنہ ہر شعبے میں مرد و زن کی مساوات کے علمبردار جرائم کی سزا میں مساوات سے کیوں گریزاں نظر آتے ہیں؟

کابینہ میں اگر واقعی مسلمان وزیر بھی شامل ہیں تو اسلامی قوانین پر تیشہ زنی کی روش سے اپنی وزیر اعظم صاحبہ کو ... روکنے کی کوشش کریں۔ اسلام اللہ کا آخری دین ہے اس کی حفاظت کا تکوینی نظام قائم ہے۔ اکبر اعظم جیسا فرعون صفت حکمران بھی اسلام میں رد و بدل کی حسرت دل میں لئے سدھار گیا۔ کابینہ کے مسلمان وزراء سے ہماری پر خلوص استدعا ہے کہ اپنے آپ پر، حکومت و ملک پر اور اپنے اہل خیال سمیت ملک و عوام پر کچھ تو رحم کیجئے! عذاب الٰہی کو دعوت میں جلدی نہ کیجئے۔ موت تو برحق ہے البتہ دین دشمنی کی روش پر ہر پہلو سے آنے والی موت یقیناً "سزائے موت" ہی ہو گی۔ خواہ ... کی آغوش میں آئے یا نرم و نازک بستر

——— أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شورائی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم بتاریخ ۱۴ و ۱۵ محرم الحرام بمطابق یکم و دو جون کو دفتر ختم نبوت ملتان میں منعقد ہوا۔ مجلس عاملہ کے اجلاس میں مجلس شوریٰ کے اجلاس کے

لئے سفارشات مرتب کی گئیں اور پھر ان سفارشات کی روشنی میں آئندہ سال کام کے لئے لائحہ عمل طے کیا جبکہ سال گزشتہ کی کارروائی کی توثیق کی گئی۔ مجلس شوریٰ کے سامنے مبلغین کی کارکردگی اور سالانہ میزانیہ بھی پیش کیا گیا جسے مجلس نے طویل بحث کے بعد منظور کیا۔

اجلاس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ حکومت آئینی ترمیم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے باوجود قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے میں ناکام رہی ہے جبکہ قادیانی پوری دنیا میں انسانی حقوق کے نام پر پاکستان' اسلام اور مسلمانان پاکستان کے خلاف زبردست جھوٹے پراپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ جھوٹے واقعات کا بہانہ بنا کر پاکستان کے خلاف نفرت کا ماحول پیدا کر رہے ہیں۔ انگلینڈ' جرمنی' جاپان' امریکہ میں سیاسی پناہ حاصل کرکے پاکستان کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں دوسری طرف پاکستان میں جگہ جگہ ایسی حرکات اور اقدامات کرتے ہیں جن سے مسلمان مشتعل ہوں۔ عمارتوں اور عبادت خانوں میں کلمہ طیبہ لگا کر مسلمانوں کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا کے سامنے اپنے آپ کو مظلوم بنا کر پیش کریں اس صورت حال کا مقابلہ کرنا تو حکومت کی ذمہ داری تھی لیکن بدقسمتی سے حکومت پاکستان اور ہمارے بیرون ملک سفارت خانے اس سلسلے میں سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ بعض جگہ سفارت خانوں کے افراد قادیانیوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں اس بنا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے تئیں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کی کوشش میں مصروف عمل ہے اگرچہ بیرون ملک اور اندرون ملک بعض افراد انفرادی طور پر اور بعض ادارے کی حیثیت سے بھی قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کی جدوجہد کر رہے ہیں اس لئے مجلس تحفظ ختم نبوت اس کوشش میں ہے کہ ان تمام افراد اور اداروں کو ایک پلیٹ فارم پر مربوط کردیا جائے تاکہ ملک اور بیرون ملک قادیانیوں کی سرگرمیوں کا مقابلہ مشترکہ طور پر کیا جاسکے اسی سلسلے میں پاکستان میں حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی قیادت میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو ازسرنو منظم کیا گیا جبکہ دارالعلوم دیوبند' کل ہند مجلس ختم نبوت۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیم وغیرہ کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لئے مختلف اوقات میں اجلاسوں کی ترتیب بنائی جارہی ہے۔ بین الاقوامی طور پر کام کرنے کے لئے حسب سابق برمنگھم (برطانیہ) میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے اس کانفرنس میں دارالعلوم دیوبند اور کل ہند ختم نبوت کے مقتدر حضرات کی خدمت میں درخواست کی جارہی ہے کہ وہ اپنا نمائندہ بھیجیں اسی طرح بیلجیم میں ۱۴ جولائی کو ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہورہا ہے۔ جس میں مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا محمد اکرم طوفانی خصوصی طور پر شرکت کریں گے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ برمنگھم ختم نبوت کانفرنس میں امام حرم کعبہ شرکت فرمائیں۔ اسی طرح مولانا اللہ وسایا صاحب جرمنی کا دورہ بھی کریں گے وہاں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز قائم کریں گے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۰ '۱۱ اکتوبر کو ربوہ میں عالمی ختم نبوت کانفرنس کو موثر بنانے کے لئے مجلس عمل کی تمام جماعتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ اسی طرح اس کانفرنس میں بھی ہندوستان بنگلہ دیش وغیرہ سے علماء کرام کو مدعو کیا جائے گا۔ ہندوستان۔ بنگلہ دیش اور پاکستان کے علماء کرام کے درمیان اس موقع پر اجلاس منعقد کرکے تینوں ملکوں میں کام کو مربوط بنایا جائے گا۔ اس کانفرنس میں بھی امام حرم کی شرکت کو یقینی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

اجلاس میں مجلس شوریٰ کے ان ارکان نے شرکت فرمائی:

امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد۔ نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی۔ حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن۔ ناظم نشریات مولانا اللہ وسایا۔ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر۔ مفتی نظام الدین شامزئی۔ مولانا سید محمد بنوری' مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ۔ مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحب۔ مولانا نورالحق پشاور۔ مولانا عبدالواحد کوئٹہ۔ مولانا قاضی عزیز الرحمٰن رحیم یار خان۔ علامہ احمد میاں حمادی' حاجی بلند اختر لاہور' حاجی سیف الرحمٰن بہاولپور' صوفی ریاض الحسن گنگوہی۔ مولانا فیض احمد صاحب ملتان۔ مولانا انوار الحق کوئٹہ' مولانا فیض اللہ میرپور خاص۔ حافظ محمد عابد۔ صاحبزادہ عزیز احمد' حاجی فیض احمد نوبہ' حاجی اشتیاق احمد جھنگ' میاں خان محمد سرگانہ' حافظ نذیر احمد گوجرانوالہ۔ مولانا بشیر احمد سکھر۔

منظور احمد

امریکہ عروج سے زوال کی طرف

نیو ورلڈ آرڈر کے پس پردہ عوامل

ملکوں کے مابین تعلقات نے اس صدی میں ایک نیا رخ لیا ہے۔ خود لڑ کر مرنے کی بجائے علاقائی اختلافات کو ہوا دے کر نزعیں بڑھانا' شکوک و شبہات پیدا کر کے مسلسل تناؤ کی کیفیت قائم رکھنا اور آپس میں لڑائی پر اکسانے کو بڑے ملک اچھا سمجھتے ہیں۔ ہر دو اطراف کو مہنگے مہنگے ہتھیار بیچ کر لڑوانا ہی اصل کامیابی ہے۔ لڑنے کی بجائے لڑانے کے اس کھیل میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کسی ایک فریق کو مکمل شکست یا فتح نہ ہو تاکہ دو لڑنے والوں کے خاتمے سے ہتھیاروں کے کاروبار کو نقصان نہ پہنچے۔ بڑے ملک اس کاروبار کو چمکانے کے لئے نت نئے طریقے ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ ہر چیز کی قیمت ہے۔ مصنوعات کی طرح غیرت' ضمیر' مجبوری' وفاداری بھی خریدے جاتے ہیں۔ ملکوں کے مابین خرید و فروخت کے میزان سے پتہ چلتا ہے کہ کونسا ملک کس شعبہ میں دوسرے ملک پر سبقت حاصل کر رہا ہے۔

دوسری جنگ عظیم میں مداخلت کے وقت امریکہ نے جو بیج بوئے جس کا ثمر اسے پچاس سال تک ملتا رہا۔ ہوا یوں کہ یورپ کے بھی ممالک لڑتے لڑتے تھک چکے تھے۔ امریکہ کے پالیسی سازوں کو دور کی سوجھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ہٹلر کے خلاف اتحادی قوتوں کا ساتھ دینا اس لئے بہتر ہو گا کہ جرمنی کی فوجیں ایک سے زیادہ محاذوں پر لڑتے لڑتے اندرونی طور پر کمزور ہو چکی ہیں۔ اس لئے اسے شکست دینا نسبتاً "آسان ہو گا۔ دوسری طرف صرف جرمنی کو شکست دے کر کئی ملکوں کی حمایت حاصل ہو سکتی تھی۔ سارا یورپ لڑتے لڑتے کمزوری کی حدوں تک پہنچ چکا تھا جس کے بعد اپنی جگہ کھڑے رہنا بھی محال تھا۔ ایسے میں امریکہ کے فوجیوں کی آمد جس طرف بھی ہوتی' اسے کامیابی ہو جاتی۔ امریکہ نے برطانیہ کی وساطت سے تجویز پیش کی کہ وہ اتحادی طاقتوں کی مدد کے لئے آسکتا ہے بشرطیکہ جیت کی صورت میں ان ملکوں بشمول مفتوحہ ملک یعنی جرمنی کی دفاعی ضروریات امریکہ کے تابع ہوں۔ اور امریکہ جنگ کے بعد بھی ہر ملک میں مقررہ تعداد میں فوج بھی رکھ سکے۔

خفیہ معاہدے

اتحادی تھک چکے تھے۔ ان کے وسائل مزید لڑائی کے متحمل نہیں رہے تھے۔ لاکھوں مرد لقمہ اجل بن چکے تھے اور گھر' دفتر' فیکٹریاں آگ اور بموں کی نذر ہو چکی تھیں۔ ان حالات میں کسی طرح کی مدد سیاسی قیادت کے لئے نئی زندگی سے کم نہ تھی۔ امریکہ نے بھی اپنی شرائط کو آخری حدوں تک منوایا۔ اگرچہ امریکہ کے لئے ایسے معاہدوں کی تشہیر اندرون ملک عزت کا باعث ہوتی لیکن برطانیہ' فرانس' اٹلی' بلجیم وغیرہ کی خواہش تھی کہ یہ معاہدے خفیہ رکھے جائیں تاکہ ان ملکوں میں جنگی دور کے ہیرو لیڈروں پر عوام کا اعتماد بحال رہے اور وہ اس بات کے ضامن بھی ہو سکیں کہ جن معاہدوں پر انہوں نے دستخط کئے ہیں۔ ان پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ خفیہ معاہدے پچاس سال کے لئے کئے گئے۔ اور امریکہ میں بھی ان کی تشہیر نہیں کی گئی۔ جنگ میں تازہ فوج اور اسلحہ کی آمد سے پانسہ ہی پلٹ گیا۔ جرمنی کو ہر محاذ پر شکست ہوئی اور بالآخر جب جرمنی سے ہتھیار ڈلوائے گئے تو امریکہ کی طرف سے اس پر معاہدوں کی پابندی اور بھی سختی سے کی گئی۔

تاوان جنگ پر عیش و عشرت

امریکہ کی فوجیں مستقل طور پر مغربی یورپ کے ہر ملک میں تعینات کی گئیں۔ جرمنی میں ایک وقت میں ڈیڑھ لاکھ امریکی فوج بھی رہی۔ دوسرے ملکوں میں بھی ان کی بساط کے مطابق زیادہ سے زیادہ امریکی فوجی اڈے بنائے گئے۔ جس کا تمام تر خرچ ہر ملک کو اپنی جگہ اٹھانا پڑا۔ لاکھوں کی تعداد میں امریکی فوجی زمانہ امن میں یورپ کے مختلف ممالک اور جاپان کے ارد گرد محض عیاشی ہی کرتے تھے۔ انہیں اعلیٰ تنخواہیں دی جاتی تھیں جو وہ باقاعدگی سے امریکہ اپنے اہل و عیال کو بھیجتے۔ اس ذریعہ سے آمدنی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف جاپان کے ایک جزیرہ اوکی ناوا میں ۳۰۰۰۰ کے قریب امریکی فوج کا سالانہ خرچ قریباً ۲.۵ ارب ڈالر جاپانی حکومت سے حال ہی تک وصول کیا جاتا رہا۔ اس سے بھی بڑا فائدہ امریکہ نے ان ممالک کو اسلحہ بیچ کر حاصل کیا۔ دراصل جنگ کی تباہ کاریوں کے بعد ان ملکوں میں اسلحہ سازی کی بجائے تعمیر و ترقی کا کام شروع ہوا۔ یورپی ملکوں نے سب سے پہلے بے گھر لوگوں کی بحالی پر توجہ مرکوز کی جبکہ امریکہ پر جنگ کا کوئی برا اثر نہیں ہوا تھا۔ اس نے اسلحہ سازی پر زور دیا۔ یورپ سے سائنسی ماہرین کو امریکہ میں بسنے کی سہولت دی۔ ان میں خصوصی طور پر جرمن سائنسدان بہت کام آئے۔ نت نئے 'بم' جہاز' ٹینک' میزائل تیار ہوئے اور یورپی ممالک کی "حفاظت" کے لئے ان کے سر تھوپ دیئے گئے۔ امریکہ نے ہوا بازی میں بھی بہت پیش رفت کی۔ ہر وقت یورپ میں روس کی بڑھتی ہوئی طاقت اور مغربی یورپ پر حملے کے خطرہ

کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ فوجیوں کی تنخواہوں اور اسلحہ کی فروخت نے امریکہ کے خزانے کو اس طرح سے بھرنا شروع کیا کہ اس نے چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بنانے سے توجہ ہٹالی۔ ایک ایک لاکھوں ڈالر میں بیچا گیا۔ بڑی بڑی چیزوں پر توجہ مرکوز کی۔ بوئنگ' میکڈونلڈ' ڈگلس اور دیوز نے قریباً سبھی دنیا کو شہری ہوا بازی کے لئے اربوں ڈالر کے ہوائی جہاز فروخت کئے۔ یوں امریکی شہریوں کا معیار زندگی مسلسل اونچا ہوتا رہا۔

امریکی کمپنیوں نے مشرق وسطیٰ میں تیل نکالنے میں بھی بڑی کامیابی حاصل کی اور یوں تجارتی میدان میں بھی ڈالروں کی بارش میں کمی نہ آئی۔ امریکی ضروریات سے زیادہ زر مبادلہ اکٹھا ہو رہا تھا۔ اس لئے بحری بیڑے' فوج اور ہوائی قوت میں متعدبہ اضافہ کیا گیا تاکہ امریکہ کی دھاک بھی رہے۔ اس کے ساتھ ہی خلائی تحقیق میں قابل قدر پیش رفت کر کے دنیا کے باقی ممالک کے احساس کمتری میں بھی اضافہ کیا۔ ایشیا اور افریقہ کے دوسرے چھوٹے ممالک جو جنگ عظیم کے بعد آزاد ہو رہے تھے۔ رفتہ رفتہ یورپی طرز کے امریکی معاہدوں کے جال میں پھنستے گئے۔ سیٹو SEATO' سینٹو (CENTO) جیسے معاہدے پاکستان جیسے ملکوں تک آپہنچے۔

امریکی منصوبے' قرضے' امداد۔۔۔ رابطوں کے بہانے

امریکہ نے مختلف ملکوں میں بڑے بڑے پراجیکٹ شروع

گئے جن میں بجلی پیدا کرنے کے لئے ڈیم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ منصوبے شروع کرنے کے لئے چھوٹے ملکوں کو بڑے بڑے قرضوں میں پھنسایا گیا۔ کام تو ہر جگہ مقامی مزدوروں' انجینئروں نے کیا البتہ مشینری کی قیمت' مشوروں اور سود کی صورت میں قرضوں کی زیادہ تر رقم امریکی خود ہی واپس لے گئے۔ دکھانے کو چند ٹکے امداد دی۔ احسان علیحدہ رہا اور متعلقہ سرکاری محکموں میں رابطے بھی بنا گئے۔ جہاں اعلیٰ افسر آئندہ چل کر امریکہ کی بیئر اور چھوٹے چھوٹے ڈنر کی دعوت کے بدلے میں ان کے لئے کچھ بھی کرنے کے لئے تیار تھے۔ ان ہی میں کچھ زیادہ لالچی لوگوں نے اپنے کمیشن بنانے کے لئے نئے منصوبے بنائے اور امریکہ کی دوکانداری جاری رکھنے میں مدد دی۔ ترقی پذیر ملکوں میں امریکی حساس اداروں نے حکومتوں میں رد و بدل' اپنی پسند کے حکمران لانے اور قیمتی ملکی اثاثوں پر نجکاری کے بہانے قبضہ کرنے میں ان ہی لوگوں سے مدد حاصل کی۔

امریکی دولت کا ایک بڑا حصہ خلائی تحقیق میں بھی صرف ہوا جو دوسرے کسی ملک کے وسائل سے باہر تھی۔ صرف روس ہی اس طرف توجہ دے رہا تھا بلکہ اپنے عوام کے معیار زندگی کی پرواہ کئے بغیر خلائی تحقیق پر خرچ کرنے میں مصروف رہا۔ امریکی خلانوردی کے نتیجے میں شمسی توانائی' ٹیکنالوجی' سیٹلائٹ کمیونیکیشن میں خاطر خواہ پیش رفت ہوئی۔

جاپان کی اقتصادی پیش رفت
امریکہ کے زوال کا آغاز

جہاں امریکہ بڑے بڑے منصوبوں پر مصروف کار رہا' وہاں چھوٹے ملک ضرورت کی باقی اشیاء بنانے میں مصروف رہے۔ جاپان نے شروع میں گھڑیوں اور کیمرہ میں اپنا نام کمانا شروع کیا۔ اس سے قبل جاپانی کھلونوں کی نفاست کی دھاک بھی۔ رفتہ رفتہ جاپان نے موٹر سائیکل اور پھر کاروں کے بنانے میں پیش رفت کرتے ہوئے قریبی ملکوں میں اپنی مصنوعات متعارف کرانا شروع کیں۔ یہ ساٹھ کے عشرے کا زمانہ تھا۔ ابھی تک دنیا بھر میں امریکی' برطانوی' جرمن اور فرانسیسی سرمایہ کاروں ہی کی مارکیٹ تھی۔ جاپانی کاریں کھلونا ہی سمجھی جاتی تھیں۔ تاہم قیمت میں خاطر خواہ کمی اور کم خرچی کی وجہ سے جب ایشیائی ملکوں میں لوگوں نے جاپانی کاروں کو استعمال کرنا شروع کیا تو انہوں نے ان کاروں کو یورپی اور امریکی کاروں سے بہتر پایا۔ ان کی بناوٹ میں مقامی ضرورتوں کو مد نظر رکھا گیا تھا۔ امریکی یورپی کاریں ٹھنڈے ملکوں کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ اس لئے گرم ممالک میں اکثر ان کے انجن گرم ہو جاتے تھے۔ جبکہ جاپانی کاروں کی فروخت گرم ملکوں ہی سے شروع کی گئی اور ان کی ساخت میں ان ہی ممالک کی ضروریات کو مد نظر رکھا گیا۔ یہی ملک ترقی پذیر بھی ہوتے اور

یوں جاپان کو ایک پھیلتی ہوئی مارکیٹ مل گئی جس کی طرف امریکہ اور یورپ نے التفات دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ جاپان نے ستر کے عشرے تک آہستہ آہستہ مارکیٹ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ دوسرے ترقی پذیر ممالک ضرورت کی دیگر اشیاء ریڈیو' ٹیلیویژن' جوتے' کپڑے بنانے میں مصروف رہے۔ ہانگ کانگ' جنوبی کوریا اور سنگاپور نے خاص طور پر ہر نوع کی اشیاء بنانے اور فروخت کرنے میں ملکہ حاصل کیا۔ ایشیائی ممالک کی زیادہ تر پیداوار چاہے وہ خام مال کی صورت میں تھی یا تیار مال' یورپ اور امریکہ کا رخ کرتی۔ رفتہ رفتہ جاپان نے خصوصاً سنگاپور' ہانگ کانگ' جنوبی کوریا اور تائیوان نے مل کر کھانے پینے کی چیزوں' دفاعی سامان اور جہازوں کے علاوہ تقریباً ہر نوع کی چیزوں میں نفاست اور قیمت میں توازن پیدا کیا۔ اسی کے عشرہ تک امریکہ تقریباً مکمل طور پر ان ملکوں کی مصنوعات کی مستقل منڈی بن گیا۔

یورپی اتحادی بھی پر تولنے لگے

ادھر یورپی ممالک امریکی معاہدوں کے خاتمہ کا انتظار کرنے لگے اور یورپی ممالک کی مشترکہ مارکیٹ بنا کر ایک طرح کا پیداواری دفاعی گروپ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ امریکہ اپنے تئیں اس خام خیالی میں رہا کہ اس کی دفاعی قوت کے رعب اور روس کی طرف سے حملے کا خوف ہمیشہ رہے گا اور یورپی ممالک جنگ عظیم کے خفیہ معاہدوں کی تجدید خود بخود کر لیں گے۔ مگر یہ کام آسان نہ رہا۔ گیارہ یورپی ممالک جو شروع میں اپنی زرعی پیداوار میں توازن پیدا کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے' اسی کی دہائی تک بھی شعبوں میں تعاون کرنے لگے۔ برطانیہ اور اٹلی اپنی نسبتاً غربت کی وجہ سے امریکی چولی کا دامن تھامے رہے۔ امریکہ نے اپنی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کے توسط سے حکومتوں کے بنانے اور توڑنے کا عمل جاری رکھا تاکہ کسی بھی ملک میں اس سے کھلم کھلا بغاوت کرنے والی حکومت بر سر اقتدار نہ آ جائے۔

عربوں کی دولت سے ہیر پھیر
بھی کچھ کام نہ آئی

اسی دوران ۷۸-۱۹۷۶ء میں تیل کی قیمتوں میں اضافہ کو روکنے کے لئے یورپ اور امریکہ میں مصنوعی طور پر مندے کا رجحان پیدا کیا گیا۔ ایک طرف عربوں کو بڑے بڑے منصوبوں میں پھنسا دیا گیا اور دوسری طرف ان کے تیل کی مانگ کم کر دی۔ جبکہ تیل سے پیدا ہونے والی رقم رکھنے سے انکاری ہونے لگے کیونکہ وہ اس پر سود دینے کے قابل نہ تھے۔ دوسری طرف وہ اپنے گاہکوں کو بھی قرض نہ دے سکتے تھے۔ پیٹرو ڈالر کے جو ڈھیر بنکوں میں لگتے جا رہے تھے' وہ صرف دو ہی کرنسیوں میں تھے۔ ایک برطانوی پاؤنڈ اور دوسرا امریکی ڈالر۔ چونکہ دونوں ملک کم سے کم شرح سود بھی مصنوعی مندے کی وجہ سے دینے سے قاصر تھے۔ اس لئے عربوں نے بھی اپنی رقم "جب چاہیں نکلوالیں" کی بنیاد پر جمع کروائی۔ یورپ اور امریکہ میں مندے کا رجحان جڑ پکڑ گیا اور ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۵ء تک ہزاروں کارخانے بند ہوئے۔ کچھ اثر نئی ٹیکنالوجی کا بھی پڑا۔ عربوں کے مائع اثاثوں کا حل امریکہ اور برطانیہ نے شروع شروع میں یہ نکالا کہ جیسے ہی ایک ملک میں زیادہ رقم جمع ہونا شروع ہوئی' دوسرے ملک میں شرح منافع بڑھادی گئی جس کی وجہ سے پہلے ملک کی کرنسی کی شرح تبادلہ گر جاتی۔ دولت دوسرے ملک میں اچھی شرح منافع کے پیچھے جاتی اور اس دوران شرح تبادلہ میں کمی کے باعث کم مقدار میں دوسرے ملک پہنچتی' کچھ ہی دنوں بعد یہ طریقہ الٹ کیا جاتا۔ یوں تیل کی دولت لندن اور نیویارک کے درمیان بھاگتی کم ہوتی رہی۔ امریکی سنٹرل بینک اور بنک آف انگلینڈ کی ملی بھگت سے عربوں کی دولت بہت حد تک قلیل ہو کر رہ گئی۔ مگر اس کا اثر مقامی کاروبار پر بھی کچھ اچھا نہیں پڑا۔ کارخانوں کی نقد ضروریات پوری کرنے سے مقامی بنک قاصر رہے۔ اور عمومی چیزیں بنانے والے تھوڑے بہت کارخانے بھی ہر دو ملکوں میں بند ہونے لگے۔ اس کا زیادہ اثر امریکہ پر پڑا جہاں پیداوار اور رسد میں توازن اور بھی بگڑ گیا اور جاپان' چین اور ایشیا کے دوسرے ممالک کی بنی ہوئی چیزوں نے اپنی جگہ بنالی۔

چھوٹی چیزیں بڑے پیسے

امریکی معیار زندگی ایشیائی ملکوں کے مقابلے میں اونچا ہونے کی وجہ سے امریکی مزدور کی تنخواہ ایشیائی مزدور کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ رہی۔ دوسرے امریکی معیشت "بڑی چیزیں بناؤ' بڑے پیسے کماؤ" کے اصول پر چلتی رہی۔ دنیا بھر میں حکومتیں اس حکمت عملی کو سمجھ گئیں کہ امریکہ لڑائی کا سامان لڑائی کا ماحول پیدا کرکے بیچتا ہے۔ ادھر روس کا ہوا بھی دم توڑنے لگا اور کرہ ارض پر جنگ کی سلگتی ہوئی چنگاریاں ٹھنڈی پڑنے لگیں۔ یورپ میں بھی کسی ملک کی یہ خواہش نہیں رہی کہ وہ امریکہ کا تابع فرمان رہے اور دفاع کے نام پر اپنی دولت لٹا کر امریکی عوام کا معیار زندگی بلند کرے جبکہ خود اس کے لوگ پست معیار زندگی اپنائے رہیں۔

امریکی تجارتی خسارہ

امریکہ کا تجارتی توازن اگرچہ ستر کی دہائی ہی سے بگڑنا شروع ہو گیا تھا' تاہم اس کو صحیح معنوں میں جھٹکے اسی کی دہائی میں لگے۔ جب روس کی افغانستان میں شکست نوشتہ دیوار ہو گئی۔ دفاعی سامان کے آرڈر معدوم ہوتے چلے گئے۔ ادھر یورپ نے شہری ہوابازی میں پیش رفت کی اور امریکی کمپنیوں کے مقابلے میں عمدہ ہوائی جہاز بنانے شروع کر دیے۔ امریکی [illegible]

کے مقابلے میں یورپی ایئربس اب زیادہ مقبول ہو رہی ہے۔ برطانیہ اور فرانس نے مل کر آواز سے تیز رفتار مسافر طیارہ کنکورڈ (Concord) بنا کر شہری ہوابازی میں امریکی برتری کا بھرم بھی توڑ دیا۔ چھوٹے ممالک بڑے بڑے پراجیکٹ شروع کرنے سے گریزاں ہیں جہاں پہلے امریکہ اپنا پیسہ قرضہ کی صورت میں دے کر پراجیکٹ بنوا لیتا تھا' وہاں اب پیسے کی کمی آنے لگی ہے۔ جاپان نے امریکہ کی مارکیٹ پر دو دھاوا کر وہاں بہت ساری الیکٹرانک کا قائم رہنا ہی ناممکن نظر ... ہے۔ جاپان نے کاروں کے معیار' ... اور مقامی کاروں قیمتوں کے مقابلے میں بہتر چیز دے کر امریکی عوام کو اپنا ... لیا ہے۔ صرف کاروں کی درآمد کی مد میں جا... نے امریکہ ۱۹۹۳ میں ۳۶ ارب ڈالر کمائے ہیں۔ اس کے مقابلے میں امریکہ صرف ۳.۵ ارب ڈالر کے پرزے اور کاریں جاپان کو بیچ سکا ہے۔ جاپان نے حال ہی میں F-16 کا متبادل اور بہتر جنگی جہاز FSX بھی بنا لیا ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے امریکہ دوسرے ملکوں سے تجارت میں مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ عراق کی جنگ کا عربوں کو ۷۰۰ ارب ڈالر کا نقصان ہوا مگر اس لوٹ کھسوٹ اور چھوٹے ملکوں کو دھونس سے اسلحہ فروخت کرنے کے باوجود ۱۹۹۵ کے وسط تک امریکہ کا مجموعی خسارہ ۲'۵۰۰ ارب ڈالر کے قریب جا پہنچا۔ جولائی ۱۹۹۵ کے صرف ایک ماہ میں تجارتی خسارہ ۱۱.۵ ارب ڈالر رہا۔ اس میں سے ۵.۱ ارب ڈالر خسارہ صرف جاپان کے ساتھ تجارت میں ہوا۔

اقوام متحدہ کا مقروض ترین ملک — امریکہ

امریکہ اقوام متحدہ پر تقریباً قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ حال یہ ہے کہ وہ اقوام متحدہ کا سب سے بڑا مقروض ہے اور ۱.۱ ارب ڈالر سے زیادہ کی رقم اس کی طرف واجب الادا ہے۔ اقوام متحدہ کے ۵۲'۰۰۰ ملازمین میں سے قریباً ۱۰'۰۰۰ ملازمین امریکہ میں ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر نیویارک اقوام متحدہ کا صدر مقام نہ ہوتا تو امریکہ کا خسارہ اور کتنا زیادہ ہوتا۔ اقوام متحدہ کا کروڑوں کا بجٹ' اس کے ہزاروں ملازمین' مستقل مندوبین' عارضی مندوبین' وزیروں' سربراہوں کے اجتماع اور صرف اقوام متحدہ کی وجہ سے آنے والے سیاح سالانہ ۳.۲ ارب ڈالر امریکہ میں خرچ کرتے ہیں۔

امریکہ کی شاہ خرچیوں اور معیار زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اب چھوٹے ملکوں میں سازشیں کر کے ان کے اثاثوں پر پچھلے دروازے سے آ کر قبضہ کی کوشش کی جا رہی ہے۔ نجکاری کئی ملکوں میں کرائی جا رہی ہے اور امریکی اس کوشش میں ہیں کہ خسارہ کے تھوڑے سے ڈالروں سے قدرتی اور انسانی وسائل سے مالا مال ملکوں کی دولت کے منبعوں پر قبضہ کر لیں۔ امریکی عوام حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ بیرون ملک جنگیں لڑانے کی بجائے امریکی حکومت مقامی مسائل حل کرے۔ چھوٹے ملک بھی نجکاری کی عیاری اور اس سے ہونے والی تباہ کاری کو سمجھنے لگے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ امریکہ کا تجارتی خسارہ جس سطح پر پہنچ گیا ہے۔ اسے کسی مصنوعی طریقے سے عارضی طور پر ہی روکا جا سکتا ہے۔

عوام کے دباؤ پر امریکی اڈے اور دفاتر بند ہونے لگے

امریکی عوامی نمائندے عوام کے دباؤ کے تحت حکومت کے خرچ میں کمی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ امریکہ ایک خطیر رقم دفاع کی مد میں خرچ کرتا ہے۔ اس کے بحری بیڑے' جن میں درجنوں چھوٹے بڑے بحری جہاز' ہزاروں ہوائی جہاز' ہیلی کاپٹر شامل ہیں' دنیا کے مختلف سمندروں میں گویا بھتہ ٹیکس وصول کرنے کے بہانے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ ان بحری بیڑوں کی افادیت کا بھرم بھی اس وقت کھل گیا جب امریکہ کے دو بڑے بیڑوں کو ۱۹۸۶ء میں لیبیا پر حملہ کے لئے بھیجا گیا تو صرف ۳۰ لڑاکا طیارے ہی ان بیڑوں سے اڑ کر حملہ کر سکے اور امریکہ کو برطانوی زمینی اڈوں کو مجبوراً اس مقصد کے لئے استعمال کرنا پڑا۔ اس حملہ کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ محب وطن قیادت عوام کے ساتھ عوام کی نمائندگی کرے تو صرف اسلحہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہی عوامل افغانستان سے روس کی شکست کا باعث بنے اور ان ہی جذبوں کی بدولت امریکہ صومالیہ سے دم دبا کر بھاگا۔ امریکی عوام کی طرف سے خرچ میں کمی کا نشانہ خلائی پروگرام کے بعد ایسے ہی شعبے ہیں۔ امریکہ میں کئی مقامات پر عوامی دباؤ کی وجہ سے فوجی تنصیبات کو ختم کرنا پڑ رہا ہے۔ مثلاً سان فرانسسکو کے قریب امریکی ائرفورس کے تین بڑے اڈے تھے۔ روس کی افغانستان میں شکست کے بعد ان میں سے دو اڈے ختم کئے جا چکے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں امریکی ایڈ کے دفاتر کا بند ہونا بھی ان کے وسائل میں کمی کی دلیل ہے۔ اس وقت وہاں کی ۳۰ فیصد سے زیادہ آبادی غربت کی حالت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ جہاں امریکی خلائی پروگرام اور فوجی اڈوں کے خرچ کو کم کرنے کے مطالبے ہو رہے ہیں' وہاں امریکی عوام یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ امریکی انتظامیہ سمندر پار چودھراہٹ سے توجہ ہٹا کر گھریلو معاملات درست کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی؟

امریکی بوڑھے — امریکہ کے زوال میں اہم کردار

سوشل سیکورٹی کا نظام موجودہ نظام معیشت کا بہت بڑا کارنامہ گردانا جاتا تھا۔ ملازمین کی آمدنی میں سے ایک قلیل حصہ منہا کر کے اس میں مالک کی طرف سے قدرے زیادہ رقم ڈال کر حکومت کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ ملازم کے بیمار' بے کار یا ریٹائر ہونے کی صورت میں حکومت ایک خاص رقم ہر امریکی کو ادا کرتی ہے جس سے اس کا گزارہ آسانی سے ہو سکے۔ جنگ کے فوراً بعد سے معیشت زوروں پر رہی۔ کارخانے چل رہے تھے۔ بے روزگاری نہ ہونے کے برابر رہی۔ حکومت کے پاس اس کٹوتی کی وجہ سے باقاعدگی سے ایک وافر خزانہ جمع ہو رہا تھا۔ جو ہر طرح کے اخراجات میں کام آیا۔

گزشتہ بیس سالوں سے امریکی صنعتیں ترقی کی بجائے زوال کا شکار ہونے لگی ہیں۔ کارخانے بند ہو رہے ہیں۔ کمپیوٹر کے استعمال نے افرادی قوت پر انحصار اور بھی کم کر کے بے روزگاری میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ حکومت کے خزانے میں دولت آنے کی بجائے اس کے جانے کے لئے زیادہ راہیں کھل گئی ہیں۔ اس پر مزید بار اس وجہ سے بھی پڑ رہا ہے کہ حفظان صحت' غذا' مریضوں کی جلد تشخیص اور دوائیوں کی فراہمی کے باعث امریکیوں کی اوسط عمر میں اضافہ ہوا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کو انہیں زیادہ عرصہ تک پنشن دینا پڑ رہی ہے۔ آج ریٹائر ہونے والا امریکی صرف ساڑھے تین سال میں پنشن کی صورت میں وہ تمام رقم وصول کرے گا جو اس نے اپنے دور ملازمت میں حکومت کو دی تھی۔ اوسط عمر کو ذہن میں رکھتے ہوئے زندگی کے باقی قریباً ۱۵ سال حکومت کو اس کی کفالت کا بندوبست اپنے خزانے سے کرنا ہو گا جس میں آمدنی کے ذرائع معدوم ہوتے جا رہے ہیں تو بڑھتے ہوئے اخراجات کیسے پورے ہوں گے۔

رنگ و نسل کا بھڑکتا ہوا شعلہ

امریکی ترقی میں افریقہ سے لائے ہوئے سیاہ فام لوگوں کا بڑا حصہ ہے۔ شروع شروع میں ان سے زرعی شعبہ میں زمینوں کی آباد کاری کے سلسلے میں غلاموں کی طرح کام لیا گیا۔ زرعی مشینری کی آمد اور صنعتی ترقی کی وجہ سے ان کی ضرورت زمینوں کی بجائے کارخانوں میں ہونے لگی۔ جگہ جگہ سے آئے ہوئے افریقی باشندوں کو آپس میں تبادلہ خیال کا موقع ملا تو ظلم و ستم کے قصے بھی باہر آنے لگے۔ سفید فام امریکیوں کے خلاف نفرت پھیلنا شروع ہو گئی۔ ہر سیاہ فام کے پاس سنانے کے لئے سفید فام لوگوں کی زیادتیوں کی طویل داستانیں ہیں۔ باہمی روابط بڑھنے سے اس قدر مشترک نے سیاہ فام باشندوں کو ایک دوسرے کے اور بھی قریب کر دیا ہے۔ آہستہ آہستہ شعور بیدار ہونا شروع ہوا ہے۔ تعلیم یافتہ کالے' ملازمتوں میں تفریق کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پڑھے لکھے سیاہ فام ملازمتوں کے وہی مواقع مانگتے ہیں جو سفید فام لوگوں کو حاصل ہیں۔ سفید فام یہ ماننے کے لئے ابھی تیار نہیں ہیں۔ یہی حال حصول انصاف کا ہے۔ کالے اور گورے کے جرم میں لاکھ مماثلت ہو' سزا کالے ہی کو زیادہ ملتی ہے۔

کالے امریکیوں کی بے شمار تنظیمیں بن چکی ہیں۔ مارٹن لوتھر کنگ کی قیادت میں پہلی مرتبہ ان کو حقوق انسانی کے لئے جدوجہد کا احساس ہوا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کالوں کو مزید متحد کر کے اپنے اس مشن کو آگے بڑھاتا' اسے قتل کروا دیا گیا۔ اس وقت کے الاباما کے گورنر والس نے تو کالوں کو بھی گوروں کے برابر درجہ دیا ہی نہیں تھا بلکہ اس کے برعکس گوروں کی دہشت گرد تنظیم کو کلکس کلین (KKK Ku Klux Klan) کی سرپرستی بھی کرتا رہا۔ مارٹن لوتھر کنگ کے قتل نے کالوں کے جذبات اور بھی بھڑکا دیئے۔ اس واقع کے فوراً بعد ہی ایک اور نوجوان سیاہ فام ابھرا جس کا نام تھا میلکم ایکس (Malcolm X) تھا جس نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ اس کی شعلہ بیانی نے کالوں کو بہت متاثر کرنا شروع کیا تو اسے بھی قتل کروا دیا گیا۔ اب گوروں کے خلاف نفرت بہت بڑھ چکی ہے۔ کالوں نے اپنی یکجہتی کا حال ہی میں بے مثال مظاہرہ کیا ہے۔ مسلمانوں کی تنظیم نیشن آف اسلام نے لوئیس فراخان کی قیادت میں امریکہ بھر کے کالے لوگوں کی تنظیموں کو مذہب کی تمیز کے بغیر واشنگٹن میں 17 اکتوبر 1995ء کو جمع ہونے کے لئے کہا' اس اجتماع کا نام دس لاکھ آدمیوں کا مارچ (Million Men March) رکھا گیا۔ اس روز امریکہ کی تمام ریاستوں سے کالے جوق در جوق واشنگٹن پہنچے۔ باہمی یکجہتی کا ایسا مظاہرہ اس سے پہلے بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نسلی کشمکش اب اپنے عروج کو پہنچ رہی ہے۔ گوروں نے اتنے عرصے سے کالوں کو محکوم بنائے رکھا ہے۔ وہ ذہنی طور پر کالوں کی برابری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کالے جو امریکی آبادی کا 12-11 فیصد ہیں' اب طفل تسلیوں میں آنے والے نہیں۔ 1993ء میں لاس اینجلس میں کالوں نے اپنے طیش کی کچھ جھلک دکھلائی تھی۔ یہ جھلک اب بھی نظر نہیں آتی۔ فراخان نے اپنے ایک خطاب میں کہا کہ امریکی کانگرس کے ارکان طاقتور یہودی لابی کے زیر اثر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھے کانگرس میں خطاب کرنے دیا جائے تو وہ ان سینیٹروں کے نام بتائیں گے جو اسرائیلی پارلیمنٹ کے اعزازی ممبر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکی سینیٹر امریکہ اور اسرائیلی تعلقات جاری رکھنے سے عطیات بھی لیتے ہیں۔

کالوں کے یہ تیور آئندہ چل کر کیا رخ اختیار کرتے ہیں' کالے لیڈروں کے ان بیانات سے ہوا کے رخ کا اندازہ ہوتا ہے۔

امریکہ کا اندرونی خلفشار اقتصادی بحران کے ساتھ ساتھ کیا رنگ دکھاتا ہے مستقبل میں امریکہ کے لئے اس میں اچھے آثار نہیں ہیں۔

بین الاقوامی لین دین

امریکہ کی معیشت کا ایک بڑا سہارا امریکی ڈالر کا بین الاقوامی لین دین میں بکثرت استعمال بھی ہے۔ بڑھتے ہوئے امریکی خسارہ کی وجہ سے ملکوں کا اعتماد اس کرنسی سے جلد اٹھنے والا ہے۔ گزشتہ دنوں جاپان کے ساتھ کاروں کے تنازعہ کے باعث امریکی ڈالر کی قیمت جاپانی ین کے مقابلے میں دو ماہ کے اندر قریباً ۲۰ فیصد گر گئی۔ ایسے ہی کوئی شوشہ جنم لینے والا ہے جب ملکوں کا اعتماد ڈالر پر سے اٹھ جائے گا۔ لوگ بنکوں سے ڈالر لینے جائیں گے' وہاں ڈالر نہیں ہوں گے۔ جاپان کو اپنے سرمائے کے ڈوب جانے کا ڈر نہ ہو تو امریکہ کا دیوالیہ نکل سکتا ہے۔

دسمبر ۱۹۹۵ء اور جنوری ۱۹۹۶ء میں محض پیسے کی کمی کی وجہ سے امریکی صدر اور سینٹ کے درمیان اختلاف کی وجہ سے امریکہ کے اندر اور بیرون ملک سفارت خانوں میں لاکھوں امریکی ملازموں کو تنخواہیں نہیں ملیں۔ امریکی امداد کے دفتر تین چار سال قبل ہی سے بند ہو چکے ہیں۔ بہت جلد ایک دن ایسا آنے والا ہے جب امریکی بحری بیڑوں پر فوجیوں کی تنخواہیں ان کے بنک اکاؤنٹ میں جمع نہیں ہو سکیں گی۔ اور یہی لوگ اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے یا تو قریبی بندرگاہوں پر لوٹ مار کریں گے یا غالب امکان ہے کہ بحری بیڑوں پر لدا ہوا جنگی سامان سستے داموں بیچ کر وہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

تیری دوستی سے بہتر

امریکہ کے آنجہانی سابق صدر اور مفکر رچرڈ نکسن کی کتاب RICHARD NIXON IN THE ARENA سے ایک اقتباس ہمارے قارئین کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

"میرے بیرون ملک سفر کا افسردہ ترین وقت وہ تھا جب جولائی ۱۹۸۰ میں شاہ ایران کو (مصر کے شہر) قاہرہ میں دفنایا جا رہا تھا۔ اس لیڈر اور ہمارے مخلص اور پکے دوست کے جنازے میں شرکت کے لئے واشنگٹن سے امریکہ کی نمائندگی کے لئے کوئی ایک آدمی بھی وہاں نہیں بھیجا گیا۔ مجھے اس وقت کے صدر ایوب خان کے وہ بھیانک الفاظ یاد آ رہے تھے جو انہوں نے ۱۹۶۳ میں جنوبی ویت نام کے صدر ڈائم کی ہلاکت پر امریکہ کے ملوث ہونے کے بارے میں کہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ امریکہ کا دوست ہونا خطرناک ہے۔ فائدہ غیر جانبدار رہنے میں ہے اور بسا اوقات تو اس کی دشمنی میں بھی بہتری ہوتی ہے۔" یہی باتیں میرے ذہن میں اس وقت بھی آئیں جب مجھے امریکہ کے ایک اور اچھے دوست' پاکستان کے صدر ضیاء الحق کی ہوائی جہاز کے حادثے میں پراسرار موت کی خبر ملی جو بظاہر تخریب کاری کا نشانہ بنا"

ایک ذمہ دار امریکی کی طرف سے ان الفاظ کے بعد امریکہ کے پاکستانی دوست کسی غلط فہمی میں نہ رہیں۔

فلسطین سے سبق لیں

فلسطین سے بھی لوگ جبراً نہیں نکالے گئے تھے' بلکہ ان سے زمینیں قرضوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے چھین لی گئی تھیں۔ یہ قرضے انہوں نے یہودی بنکاروں سے لے رکھے تھے۔ پھر ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ ان سے قرضوں کی ادائیگی ممکن نہ رہی اور قرضہ دینے والوں نے قرض کی شرائط کے مطابق زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ اسی لئے تو عرب ممالک میں اب کسی غیر کو جائیداد خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم اپنی زمینیں اور اثاثے کیوں بیچ رہے ہیں؟

پاکستان اور امریکہ

اگر ہمارے ملک میں امریکی اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے۔ تو وہ محض اپنے ہی لوگوں کی وجہ سے ہے۔ ہمارا کل مجموعی بیرونی قرضہ صرف ۲۲ ارب ڈالر کے لگ بھگ ہے۔ امریکہ دو مہینے میں اتنا مقروض ہو جاتا ہے۔ اس لئے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کو اس کی فکر کرنی چاہئے نہ کہ ہماری۔

ہر عروج کو زوال ہے۔ روس کے بعد اب امریکہ کے ہی ٹوٹنے کی باری ہے۔ یہ کام اسی صدی میں ہونے والا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے پر بھروسہ کریں۔ وہی شہنشاہوں پر زمین تنگ کر دیتا ہے۔ اسی نے نہتے افغانوں سے روس کے گھٹنے ٹکوائے۔ وہ چاہے تو اگلا سانس بھی نہ آنے دے۔ امریکہ کی طاقت' ہنر' ٹیکنالوجی نے ان کے کتنے صدور' آرمی چیف' سی آئی اے کے سربراہوں کو لقمہ اجل ہونے سے بچایا ہے؟ ایک کے بعد دوسرا مرتا ہے۔ وہ ہماری جان کیسے بچا سکتے ہیں؟ اس زعم خوردہ ذہنی سے اب ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ملت اسلامیہ خصوصاً پاکستانی قوم کو مایوسی سے نکل کے ایک نئے عزم کے ساتھ ملکی تعمیر و ترقی میں لگ جانا چاہئے۔ اس اندھیری رات کے پیچھے ایک خوبصورت سویرا آپ کا انتظار کر رہا ہے۔

تیرہ کروڑ پاکستانیوں میں سے جو کوئی جتنوں کی قسمت کا سودا یا فیصلہ کرتا ہے اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوگا۔

آیئے ہم عزم کریں

کہ ہمیں اس ملک کو اپنے لئے نہ صرف بچانا ہے بلکہ آئندہ صدی تک مسلم امہ کی قیادت سنبھال کر پوری ملت اسلامیہ میں خوشحالی کا دور دورہ لانا ہے۔ صلاحیتیں آپ سب میں موجود ہیں۔

پاکستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے

یہاں کے لوگ محب وطن اور محنتی ہیں۔

ہمارے سائنسدانوں کے بنائے ہوئے "اسلامی بم" کا دنیا بھر میں شور یوں ہی تو نہیں ہے۔

پاکستانی افواج کا شمار دنیا کی بہترین فوجوں میں ہوتا ہے۔

ہمارے مجاہد بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کا حوصلہ اور تجربہ رکھتے ہیں۔

ہم چھوٹے ہتھیاروں سے لے کر ٹینک' میزائل اور تربیتی ہوائی جہاز تک بناتے ہیں۔

سیمنٹ اور چینی کے پلانٹ بنانے والے چند ملکوں میں ہمارا شمار

ہو تا ہے۔

دنیا بھر میں پاکستانی ڈاکٹر' انجینئر' کاریگر' مزدور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد فضل ہے۔

ذرا اپنے وسائل پہ نظر تو ڈالیں

ہم اپنے زرعی رقبہ کا صرف ۶۰ فیصد کاشت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم اپنی بنیادی ضروریات خود پوری کر سکتے ہیں۔ ہمارے عوام کا معیار زندگی ایسا نہیں کہ ہمارے اقتصادی نظام کے لئے پریشانی کا باعث ہو۔ اگر ہم لگن اور دیانت داری سے اس مملکت خداداد کی تعمیر نو میں لگ جائیں تو وہ دن دور نہیں جب ہم عزت اور وقار کے ساتھ ملکوں کی صفوں میں سب سے آگے کھڑے ہوں گے۔

☆ اگر ہم دیانت داری' عزم اور حوصلے سے افغانستان کے حالات کو ٹھیک کرنے کی مخلصانہ کوشش کریں اور گوادر سے وسط ایشیا تک تیز رفتار سڑکوں کا جال بچھا دیں تو تجارتی آمد و رفت سے ہمارا مجموعی خسارہ بھی محض ڈھائی برس میں پورا ہو جائے گا۔

☆ اگر ہم اپنی کپاس کو خام مال کی صورت میں فروخت کرنے کی بجائے مصنوعات کی صورت میں برآمد کریں تو ہم صرف اس فصل سے پچاس گنا زیادہ زرمبادلہ کما سکتے ہیں۔

اگر ہم واپڈا میں بجلی کی چوری کا سد باب کر سکیں تو کم از کم ایک ارب ڈالر سالانہ کما سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ گزشتہ برس ہم نے ۴۴ ارب واٹ بجلی پیدا کی اور ۱۵ ارب واٹ بجلی پتہ نہیں کہاں گئی۔

☆ اگر ہم اپنی دفاعی مصنوعات کو بلاخوف افریقہ اور ایشیا میں فروخت کریں تو خطیر رقم کما سکتے ہیں۔

☆ اگر ہم زمانہ امن میں اپنے فوجی جوانوں کو سڑکیں' پل وغیرہ بنانے میں لگا دیں تو اربوں روپے کے گھپلے اور جو سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے نام پر ذاتی کھاتوں میں چلے جاتے ہیں' بچ جائیں گے۔

☆ اگر ہم ملک کی لاکھوں ایکڑ بنجر اراضی کو آباد کرنے کا پروگرام بنائیں تو صرف تین سالوں میں گندم' خوردنی تیل اور خورد و نوش میں خود کفالت کے ساتھ ساتھ بہت سے قابل برآمد پیداوار کر کے کثیر زرمبادلہ کما سکتے ہیں۔

☆ اگر ہم جنگلات کو ٹیلی ویژن اور اخبارات کی بجائے زمین پر فروغ دیں' جہاں درخت اگتے ہیں تو چند ہی سالوں میں یہ ملک ہرا بھرا ہو جائے گا۔

اگر ہم صرف گورنروں' وزرائے اعلیٰ اور واپڈا کے ہوائی جہاز ختم کر کے یہ رقم ایئر کرافٹ ڈویلپمنٹ (Aircraft development) پر لگا دیں تو پانچ سال کے اندر اندر ہم جہاز بنانا شروع کر سکتے ہیں۔

اب آئیں ہم سب مل کر اس ملک کو بام عروج پر لے چلیں۔ ہم پاکستانیوں میں کس بات کی کمی ہے؟ .... لیکن یاد رکھیں ....

یہ سب ثمرات ہم تب حاصل کر سکتے ہیں جب ہمارا نصب العین درست ہو جائے۔

اگر ہمارے اندر تقویٰ اور رضائے الٰہی کا جذبہ ہو گا تو پھر ہمارے انسانی اندازوں سے بھی کئی گنا زیادہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی برکات نازل کرے گا۔ اگر ہم پاکستان کے قیام کے مقصد کو اس ملک میں نافذ کر دیں تو ترقیوں اور کامرانیوں کے تمام بند دروازے ہمارے لئے کھل جائیں گے....... اور اگر اس مقصد اور جذبہ کے بغیر ہم پاکستان کو چاہے جتنے خلوص سے بھی ترقی یافتہ بنانا چاہیں' بے شک بڑے زبردست منصوبے بنائیں' یہ سب بے کار ہو جائیں گے۔ کل روس تباہ ہوا تو اب امریکہ تباہی کے دہانے پر ہے۔ تو ہم کیوں نہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنائیں اور ان کامیابیوں اور رفعتوں کو چھو لیں جو ہماری منتظر ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین'

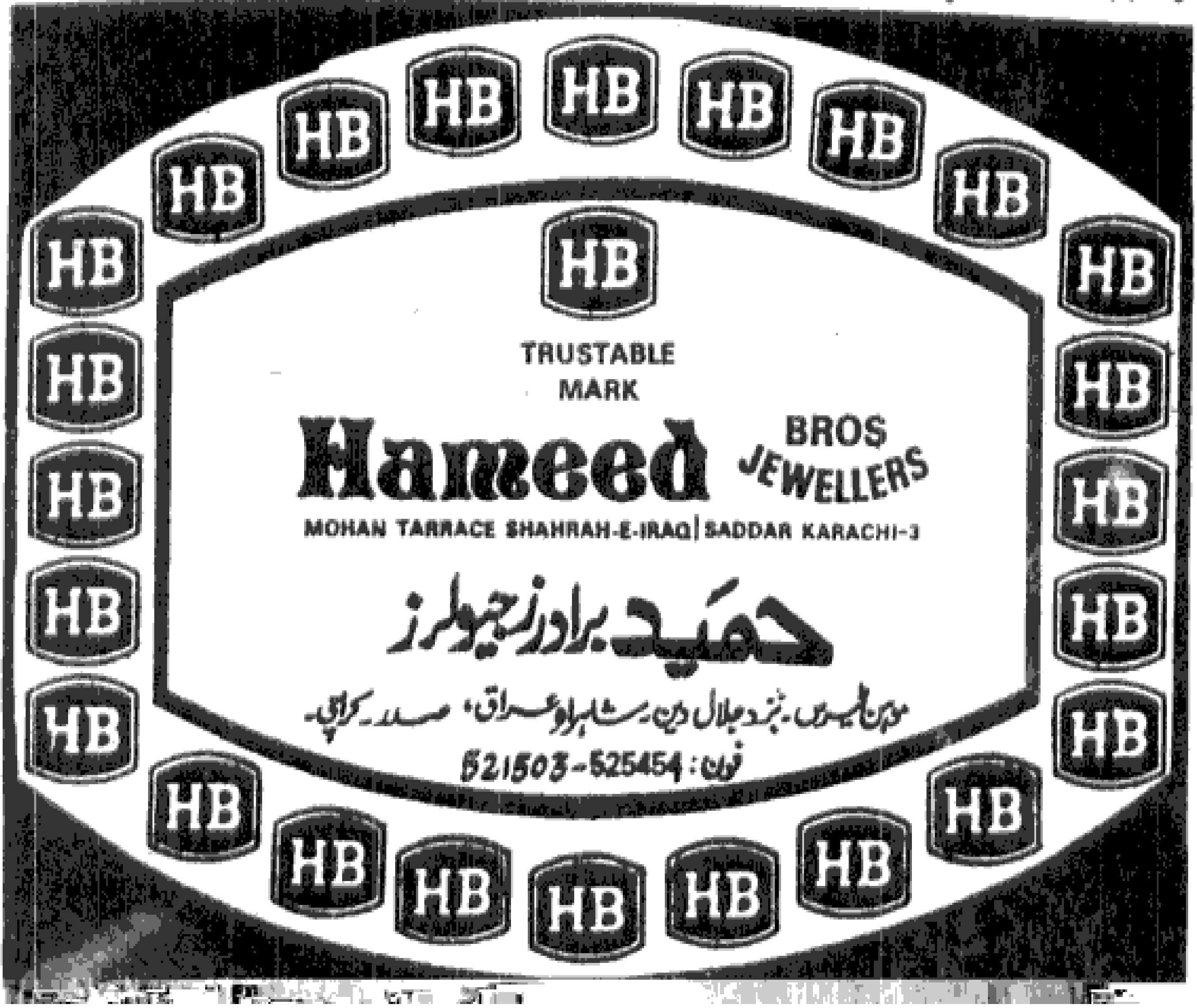

پیر گوہر کے ماننے والوں کو فرقہ گوہریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اگرچہ مضمون میں گاہے بگاہے ان کے عقائد پڑھ چکے ہیں۔ مگر یہاں کچھ مزید عقائد بتاتے چلیں:

☆ یہ فرقہ قرآن پاک کی آیات **ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا** میں موجود الفاظ ولیا مرشد اکا ترجمہ ولی اور مرشد کرتے ہوئے اس سے مراد مرشد ریاض احمد گوہر شاہی لیتا ہے۔

☆ ولی صرف وہ ہو سکتا ہے جو خدا کو دیکھتا بھی ہو اور اس سے کلام بھی کرتا ہو۔

☆ پیر کا مرید بننے کے لئے کسی مذہب کی قید نہیں' شرط یہ ہے کہ وہ پیر کا دیا ہوا ذکر ضرور کرے۔ اس لئے ہندو' عیسائی' یہودی اور مجوسی وغیرہ کے متعلق اس کے مرید کہتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ اپنے مذہب پر قائم رہ کر بھی حضرت کے مرید ہیں اور ان کو ذکر کی اجازت ہے۔

☆ اقبال نے ۵۰ سال قبل جو کہا تھا کہ "مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ" اس سے مراد پیر گوہر ہے اور وہ پیغام انقلاب سنائے گا۔

☆ جس کے پاس پیر کا دیا ہوا ذکر نہ ہو گا وہ نبی کا دیدار نہ کر سکے گا اور جو نبی کا دیدار نہ کر سکے گا وہ امتی ہرگز شمار نہ ہو گا۔ (اسی بنا پر پیر کے مرید دوسروں کو پوچھتے ہیں کہ آپ کو سرکار کا دیدار ہوا ہے کہ نہیں۔ اگر مخاطب کہے کہ نہیں تو پھر اس کو کہتے تھے پھر تو آپ ابھی امتی نہیں بن سکے۔"

☆ وہابی منافق اور کافر ہیں۔

☆ تورات' زبور' انجیل اور قرآن اللہ کے مذہب کی نشاندہی نہیں کرتیں بلکہ اللہ کا مذہب عشق ہے۔

☆ اللہ کا دین کوئی نماز روزہ نہیں بلکہ اس کا دین عشق ہے۔

☆ حدیث میں جو آیا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو گا اس میں رحمت کا فرشتہ نہ آئے گا' اس سے مراد چلنے پھرنے والا کتا نہیں بلکہ نفس مراد ہے۔

☆ سارے انسان جو پیر گوہر کے ذکر سے خالی ہیں یعنی ان کا بتایا ہوا ذکر اللہ ہو نہیں کرتے وہ کالے کتے اور شیطان ہیں۔

☆ جس طرح کوا تیر سے بھاگتا ہے اس طرح شیطان پیر گوہر کے دیئے ہوئے ذکر سے بھاگتا ہے۔

☆ جو پیر گوہر کا دیا ہوا ذکر کرے گا وہ اللہ کا دیدار اور نبی کا دیدار کرے گا۔

☆ ذکر حق تعالیٰ' درود شریف کے پڑھنے سے افضل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ذکر کسی خاص بزرگ سے اخذ کیا گیا ہو......
ذکر قلب کا ثواب زبان کے ذکر سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا

انجمن سرفروشان اسلام کے نام سے ذکری مذہب کے مشابہ نیا

گوہر شاہی فتنہ اور اس کے اثرات

ہے۔

☆ غوث (سے نسبت رکھنے والا ان) کا مرید بغیر ایمان کے نہ مرے گا کیونکہ غوث پاک نے اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ ان کا مرید ایمان کے بغیر نہیں مرے گا۔

☆ علم ظاہری (قرآن پاک کے معانی تفسیر اور احادیث مبارکہ پر مبنی علم) کی انتہا بحث مباحثہ اور مناظرہ ہے اور یہ (علم) مقام شر بھی ہے۔

☆ پیر کا عنایت کردہ "ذکر" کرنے کے بعد ایک موقع ایسا آتا ہے کہ جب بندہ منزل مقام محمود پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اللہ اور بندہ آمنے سامنے ہو جاتے ہیں درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا۔ پھر اللہ اس بندہ کو کہتا ہے اب جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے۔ (یعنی اس نے مجھ کو دیکھ لیا)

☆ لوح و قلم پیر گوہر کے تصرف میں ہیں۔

☆ امت پر لازم ہے کہ وہ ظاہری رسمی عبادات کو چھوڑ کر حقیقی عبادات روحانیت کو اپنائیں۔

☆ جس نے پیر گوہر کا دامن پکڑ لیا اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غوث پاک بھی مل جائیں گے۔

☆ پیر گوہر کا وجود اس وقت کائنات کے لئے رحمت و ہدایت کا سراپا ثابت ہوا ہے۔

☆ نماز حقیقت پورے دن میں دو رکعت بھی میسر آ جائے تو پھر بھی بخشش کی امید ہے۔ نماز صورت دن رات پڑھتا رہے تب بھی رب سے دوری ہے۔

(اس کے مطابق پیر گوہر کے مرید پیر گوہر کی شریعت پر عمل کرتے ہوئے دن میں (اس کی مخصوص نماز جس کو وہ نماز حقیقت کہتا ہے) صرف دو رکعت بھی پڑھ لیں تو کافی ہے جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔

کیا ایک دفعہ اللہ ہو کہنے سے ستر ہزار قرآن پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے

شاہی گوہر اپنے اس ذکر کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ...

کہا دل نے "اللہ ھو" ملا ثواب ستر ہزار قرآنوں کا
ھو' ھو سے پھر باہو کاش کیے تو ذکر سلطانی کیا ہے
(تریاق قلوب ص ۸۳)

آپ پورا قرآن اور حدیث کی تمام کتب کھنگال ڈالیں کوئی ذکر ایسا نہ ملے گا کہ جس کو پڑھنے کا ثواب (۷۰) ستر ہزار قرآن پڑھنے کے برابر ہو.........

پیر گوہر جو یہ ثواب کو متعین کرنے والی بات کر رہا ہے۔ یہ قرآن کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے؟ ہمیں بھی بتایا جائے جبکہ اب ہم دیکھیں کہ کیا اللہ کے نبی نے بھی اللہ ھو کے ذکر کا کہیں ذکر کیا ہے؟ تو عرض ہے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کا ہر طرح کا ذکر اور اس کا ثواب جو ممکن تھا امت کو بتایا ہے اور وہ کتب حدیث میں آج بھی موجود ہے' بلکہ اس کی تعداد کو کتنی بار پڑھنا ہے یہ بھی بتایا ہے اور یہ بھی کہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے اور بعد میں' سفر میں' حضر میں' وضو سے پہلے' وضو کے بعد' نماز سے پہلے اور نماز کے بعد کیا پڑھنا ہے' سب کچھ تفصیل کے ساتھ بتایا ہے اور پڑھے جانے والے کلمات بھی الگ الگ امت کو سمجھائے' لیکن آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ احادیث میں کہیں بھی اللہ ھو کے ذکر کا نام و نشان تک نہیں ہے پھر اس کو اسم اعظم قرار دے کر کانفرنس منعقد کرنا اور عوام کو بتانا کہ میرا بتایا ہوا یہ ذکر قلب جاری کر دیتا ہے اور یہی اسم اعظم ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس پر وحی نازل ہوئی ہے جو یہ شریعت سازی کر رہا ہے۔

جب وھوتی کا قلب جاری ہو گیا

پیر گوہر کی سب سے بڑی یہ خوبی بتائی جاتی ہے کہ وہ بندے کا نوری قلب جاری کر دیتے ہیں' لیکن ہمیں ان کے خاص مرید اور نعت گو نے ذکر کے سلسلہ میں ایک خاص کرامت سنائی۔ آپ بھی پڑھیں اور ان کی عقل اور دین و مذہب کو جانتے جائیں۔

کالشی چوک کے جلسہ کے اختتام کے بعد ان کے مرید نے بتایا کہ ایک دفعہ پیر گوہر چلہ کاٹنے کے دوران سیون کے چشمہ پر نہانے گئے نہانے کے بعد اپنی دھوتی (

لنگی' شلوار کی جگہ پہنی جانے والی چادر) اتار کر خشک کرنے کے لئے قریبی درخت پر ڈال دی اور خود چلے گئے کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اس نے دیکھا کہ کوئی شخص اپنی دھوتی بھول گیا ہے' کیوں نہ میں اس تک پہنچادوں۔ وہ درخت کے نیچے پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ دھوتی کا قلب جاری ہو چکا ہے اور وہ اللہ ھو اللہ ھو پڑھنے میں مصروف ہے اور اس کے ورد کرنے کی آوازیں آرہی ہیں' وہ آدمی دھوتی لے کر حیران و ششدر وہاں واقع ہوٹلوں پر آگیا اور پوچھنے لگا کہ یہ کس کی ہے؟ قریبی ہوٹل والے نے بتایا کہ یہ تو اس صوفی کی ہے جو یہاں قریب ہی رہتا ہے (چلہ وغیرہ کاٹ رہا ہے) وہ آدمی حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کو دھوتی لوٹائی' آپ کی نظر کرم اس پر پڑی ہی تھی کہ اس کا بھی قلب جاری ہو گیا' اب وہ آدمی بھی اور دھوتی بھی اللہ اللہ ھو کر رہے ہیں۔

اندازہ لگائیں جو کپڑا بندہ اپنے جسم کے نچلے حصے نجاست والی جگہ پر باندھتا ہے' جس سے ستر ڈھانپتا ہے۔ یہ اس گندے کپڑے سے اللہ رب العزت کا پاک نام نکلوا رہے ہیں' ویسے دھوتی کا تو قلب ہی نہ تھا تو جاری کیسے ہو گیا کیونکہ وہ بے جان تھی۔

جنھوں نے پیر کا ذکر نہیں کیا سب جانور ہیں

پیر گوہر کا یہ دعویٰ ہے کہ جن لوگوں نے اس کا بتایا ہوا ذکر نہیں لیا ہے اور ان کا قلب جاری نہیں ہوا' سب کے سب گدھے' بکرے' کتے وغیرہ جانور ہیں۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے وہ ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کرتا ہے سنیں۔

واقعہ یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں ایک عورت بالکل ننگی گھومتی تھی' لیکن جب شاہ صاحب کو دیکھتی تو ایک کونے میں سمٹ کر بیٹھ جاتی۔ شاہ صاحب کے ایک خلیفہ نے شاہ صاحب سے سمٹنے کا راز پوچھا' شاہ صاحب نے اپنی انگوٹھی اس خلیفہ کو دی اور کہا جب وہ عورت نظر آئی تو خلیفہ نے انگوٹھی پہن لی۔ دیکھا ہر شخص جانور نظر آرہا ہے کوئی کتا کوئی گدھا کوئی بیل خلیفہ نے خود کو دیکھا تو بکرا نظر آیا' لیکن وہ عورت اور شاہ صاحب انسان نظر آئے' تب شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس عورت کو بھی ہر شخص جانور ہی نظر آتا ہے اور وہ کہتی ہے کہ جانوروں سے کیا پردہ۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ پیر گوہر سے ذکر لے چکے ہیں' ذاکر ہیں۔ وہ انسان ہیں باقی سب جو ذکر سے خالی ہیں۔ گدھے' بکرے' بیل اور کتے یا دوسرے جانور ہیں' مختصراً نتیجہ یہ نکلا کہ پیر کے ماننے والے پیروکار اور ذاکرین انسان ہوتے ہیں جبکہ باقی سب ......

قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے

مسلمان جنت میں غلام بن کر رہیں گے

پیر اپنی تقریروں میں مریدوں کو ایسی باتیں سنا سنا کر خوش کرتا ہے کہ صرف قرآن و سنت پر عمل کرنے والے مسلمان یعنی اس کے بتائے ہوئے ذکر نہ کرنے والے جنت میں چلے جائیں گے' لیکن ان کو وہاں پیر کے مریدوں اور ذاکرین کا غلام بن کر رہنا پڑے گا' چنانچہ "یکین گنبد حضرا کانفرنس" میں کہتا ہے۔

(ایک مسلمان) نماز روزہ ظاہری شریعت پر عمل کرکے جنت میں چلا گیا وہ جنت میں ضرور چلا جائے گا' لیکن اس کو وہاں جنتیوں کا غلام بن کر رہنا پڑے گا۔

پیر کے نزدیک جنت کے صحیح حقدار اسم ذات اللہ ھو کا ذکر کرنے والے ہیں' کیا پاکستان کے قرآن و سنت پر عمل کرنے والے مسلمان جنت میں پیر کے مریدوں کے غلام بن کر رہنا پسند کریں گے۔

☆گوہر شاہی شریعت میں زکوٰۃ کا کہیں تصور نہیں ملتا' لیکن وہ ایک ایسی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں کہ جو ادا کرنے سے آدمی غوث و قطب تک کے درجے تک جا پہنچتا ہے' وہ زکوٰۃ کیا ہے؟ آپ بھی اس پیر کی زبانی سنئے کہتا ہے--

ایک عام مسلمان (پیر کے مرید کے لئے) پانچ ہزار روزانہ جبکہ امام مسجد کی زکوٰۃ پچیس ہزار (اللہ ھو) کہنا ہے' تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ غوث و قطب کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بہتر ہزار کی زکوٰۃ ہے' تب اس کو اماموں پر فضیلت اور فقیر کی زکوٰۃ سوا لاکھ روزانہ ہے' تب اسے غوث و قطب پر فضیلت ہے--- (روشناس ص ۴)

بناوٹی ذکر کی صفات

پیر گوہر اپنے خود ساختہ ذکر کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اس کا بتایا ہوا ذکر "اللہ ھو" کرنے سے جسم گھٹا ہوا محسوس ہوتا ہے' جسم میں گرمی غصہ بھی محسوس ہوتا ہے' بعض دفعہ دل پسلیوں سے ٹکرانے لگتا ہے۔ اس سے دل میں درد بھی ہونے لگتا ہے۔ پیاس بڑھاتا ہے' بھوک کو مارتا ہے' نیند اڑاتا ہے (رہنمائے طریقت و اسرار حقیقت ص ۷)

اسلام میں جتنے بھی ذکر ہیں' جو پیغمبر اسلام سے ثابت ہیں ان کے کرنے سے دل کو صرف اور صرف سکون ہی ملتا ہے' روح کو بالیدگی ملتی ہے' لیکن یہ عجیب ذکر ہے جو آدمی کو کسی نشے کے ری ایکشن کی طرح مضطرب و پریشان کردیتا ہے۔

دل میں اللہ بٹھانے کا ماڈرن طریقہ

پیر گوہر بتاتا ہے کہ اگر کسی نے اپنے دل میں اللہ بٹھانا ہو تو وہ روزانہ ۶۶ مرتبہ سفید کاغذ پر کالی پنسل سے لفظ اللہ لکھے تھوڑے دنوں بعد جو کاغذ پر لکھتے تھے' وہ آنکھوں میں تیرنا شروع ہو جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ دل میں چلا جائے گا' مسمریزم بھی اس سے نکلا ہے۔

سارے قرآن کا عرق اللہ ھو ہے

اس ذکر کے اور بہت سے لطیفے ہیں' لیکن آخری بات لکھ کر ذکر کی بحث کو ختم کرتے ہیں کہ پیر مریدوں کو تعلیم دیتا ہے کہ میرا بتایا ہوا ذکر پورے قرآن کا عرق اور نچوڑ ہے' جب کسی چیز کا عرق نکل جاتا ہے تو قارئین خود اندازہ لگائیں کہ باقی کیا رہ جاتا ہے' مثلاً گاجر کا عرق (جوس) نکال لیا تو باقی کیا بچا گاجر کا بھوسا۔ اسی طرح اس نے خود ساختہ ذکر کو عرق ثابت کرکے قرآن کو نعوذ باللہ ..... ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور عرق نکل جانے کے بعد بچنے والے برادے بھوسے کی طرح اب مریدان گوہر کو قرآن کی ضرورت نہیں' بہرحال سنیں پیر کہہ رہا ہے کہ

تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا سب سے بڑا اور زود اثر ہتھیار اسم ذات ہے (اللہ) چار لفظوں کا مرکب ہے' اس اسم کا عرق تین لفظوں (للہ) میں ہے۔ پھر ان تین کا عرق دو لفظوں (لہ) میں ہے' پھر دو لفظوں کا عرق صرف ایک لفظ یعنی ہو میں ہے۔ قرآن مجید کا عرق کلمہ طیبہ ہے' کلمہ کا عرق اسم اللہ ہے اور اسم اللہ کا عرق ہو میں ہے (رہنمائے طریقت و اسرار حقیقت ص ۱۴)

اسی لئے اس فرقہ کے افراد قرآن پڑھنے کے بجائے ھو ھو کرتے ہیں کہ ان کے پاس تو قرآن پاک کا نچوڑ (ھو) موجود ہے' ان کو اتنا لمبا چوڑا قرآن پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا اسی مقصد کے لئے وہ مختلف شہروں میں ھو ھو کرنے کے لئے محفل ذکر کے نام سے محفلیں منعقد کرتے ہیں' اور ان محفلوں میں اجتماعی طور پر مل کر سب ھو ھو کی آوازیں بلند کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں' یہی اس پیر کا مذہب اور یہی ان کے مذہب کی عبادت ہے اور وہ اپنے اس غیر شرعی اور غیر مسنون فعل اور عبادت کے بارے میں کہتے ہیں کہ —

ہمارے لئے یہ ڈیوٹی اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے' جسے بہر صورت بہرحال پورا کرنا ہے (۔روزنامہ تکبیر ۱۱ اپریل ۱۹۹۶ء)

گوہر شاہی نے اپنی کتب میں حقائق کے بجائے مافوق الفطرت اور افسانوی حکایات و واقعات درج کرکے جاہل عوام کے ذہنوں پر اپنی جھوٹی عظمت کی دھاک بٹھانے کی کوششیں کی ہیں' تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگا کر گمراہ کر سکے اور وہ بہت بڑا پیر بن جائے۔

ا۔۔گوہر شاہی کا گدھے پر معراج کرنا

جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک جانور پر سوار کرکے راتوں رات عالم بالا کی معراج کروادی تھی گوہر شاہی نے بھی ایک عجیب معراج کا دعویٰ کیا ہے۔ان کی زبانی سنئے۔۔۔

اتنے میں میری نظر گدھے پر جا پڑی اور وہ مجھے دیکھ کر ہنستا ہے 'میں پریشان سا ہو گیا کہ یہ کیسا گدھا ہے جو ہنس رہا ہے' اب وہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے اور آواز بھی آتی ہے کہ میرے اوپر سوار ہو جاؤ' میں ہنستا ہوں اور بچتا ہوں' پھر گدھے کے ہونٹ ہلتے ہیں جیسے وہ پڑھ رہا ہو' جوں جوں اس کے ہونٹ ہلتے گئے میں اس کی طرف کھنچتا گیا اور آخر خود بخود اس کے اوپر سوار ہو گیا۔ وہ گدھا تھوڑی دیر بھاگا (گویا رن وے پر جہاز بھاگ کر اڑنے کی تیاری کر رہا ہے) اور پھر ہوا میں اڑنے لگا میں نے باقاعدہ راوی' چناب کے دریا عبور کرتے دیکھا' اپنے گاؤں کے اوپر بھی پرواز کی یعنی اس گدھے نے پورے پاکستان کی سیر کرادی (روحانی سفر ص ۸)

گوہر شاہی کا ایک ہی رات میں کئی جگہ

حاضر و ناظر ہونا اور مریدوں کو فیض پہنچانا

اس واقعہ کے بعد میرا جسہ کئی لوگوں کو ظاہر میں ملنا شروع ہو گیا' لوگ مجھے سیون دیکھتے' جب لال باغ آتے تو یہاں بھی موجود پاتے اور پھر میری شکل کے تو انسان ظاہر ہوئے' جب ذکر کرتا حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور جب نماز پڑھتا مقتدی بن جاتے۔ جب میں سوتا میری حفاظت کرتے اور نماز کے لئے جگا دیتے اور بعد میں ان ہی جسوں نے خدمت خلق کا کام انجام دیا' یعنی جنات کے مریضوں کے جنات پکڑتے' کشف والوں کی رہبری کرتے اور میرے عقیدت مندوں کو خواب یا ظاہر میں میرا کوئی پیغام پہنچاتے (۔روحانی سفر ۲۹)

میری تو باطنی شکلیں ہیں جو میرے مریدوں کی خدمت خلق اور ان کو میرے پیغامات پہنچاتے ہیں۔

جنات بردار جہازوں کی گوہر پر بمباری

اور گوہر کی جنات سے زبردست جنگ

گوہر شاہی نے جہاں اور بہت سے مافوق الفطرت واقعات بیان کئے ہیں' وہاں جنات سے اس کی زبردست جدید جنگ بھی شامل ہے' ملاحظہ فرمائیں۔

"یونیورسٹی سے ایک مریضہ کو لایا گیا' بیماری کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکی تھی' ہر قسم کے علاج سے کوئی افاقہ نہ رہا تھا' کشف کے ذریعہ پتا چلا کہ جنات نے اس کو مریضہ بنا رکھا ہے' اس کے باورچی خانہ میں ایک الو بیٹھا نظر آیا' ہم نے الو کو پکڑا اور ختم کر دیا۔ شام کو بے شمار جنات حملہ آور ہوئے اور الو کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے' ہمارے ساتھ بھی کافی جنات اور موکلات تھے۔ مقابلہ شروع ہو گیا' کچھ ہمارا نقصان اور کچھ ان کا نقصان ہوا۔ وہ جاتے وقت کہہ گئے ہم پھر آئیں گے۔ صبح لاکھوں کی تعداد میں جنات بد ارواح اور خبیث قسم کی چیزیں حملہ آور ہوئیں' خوب مقابلہ ہوا' دونوں طرف سے بھاری نقصان ہوا اور پھر وہ شام چھ بجے حملہ کرنے کو کہہ گئے۔ شام کو ان کے ساتھ ایک بھاری فوج تھی' پتہ چلا کہ یہ فوج ابلیس ہے' اب بڑے زور و شور سے مقابلہ ہوا' دیکھا آسمان پر عجیب قسم کے جہاز ہماری فوج پر بمباری کر رہے ہیں' ہماری فوج بھی مورچوں سے ان پر بمباری کر رہی تھی' میں نے سوچا کہ جنات کے پاس جہاز کہاں سے آ گئے اور یہ آنا فانا مورچے کیسے کھد گئے اور یہ مشین گنیں وغیرہ کہاں سے آ گئیں' میں سمجھا شاید اسی دوران ہندوستان پاکستان کی یا عالمی جنگ چھڑ گئی ہے' پھر سمجھا کہ شاید نظر کا دھوکہ ہو گیا ہے' اتنے میں ایک گولہ میری ٹانگ پر لگا زخم وغیرہ تو نہ ہوا' البتہ ٹانگ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ اب وہ گولے موکلات کی مخلوق پر لگتے وہ زخمی ہو جاتے' زخمیوں کو کچھ موکلات اٹھا کر برزخ کی طرف لے جاتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد تندرست ہو کر آ جاتے۔ میں نے دیکھا میرے جسے بھی زخمی ہوئے اور انہیں اٹھا کر ایک زمین دوز کمرے میں لے جاتے۔ وہاں باقاعدہ عربی لباس پہنے نرسیں اور ڈاکٹر موجود ہوتے جو ان کی مرہم پٹی کرتے اور جب جنات کو گولا لگتا تو وہ موقع پر ہی مر جاتے دوبارہ زندہ نہ ہو سکتے تھے (۔روحانی سفر ۱۰۔۲۱)

اسی طرح گوہر نے اپنی جھوٹی عظمت و رعب عوام کے دلوں پر بٹھانے کے لئے بہت بڑی بڑی گستاخیاں اور عجیب و غریب حربے استعمال کئے' عجیب و غریب من گھڑت واقعے گھڑے ہیں۔

پیر گوہر کی چلہ گاہ پر

نبی اکرم کا حاضری دینا

رات کے تقریباً تین بجے ہوں گے ذکر کی مشق کے بعد کھڑے ہو کر درود شریف کا ورد کر رہا تھا' فجر کا سماں ہو گیا۔ چشموں کی طرف بے شمار مرد اور عورتیں قطار در قطار کھڑے ہیں' سوچتا ہوں کہ شاید آج کوئی مرتبہ ملنے والا ہے۔ یہ لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہیں' لیکن خیال آتا ہے کہ ان کی پشت میری طرف ہے' یہ کسی اور کا نظارہ کر رہے ہیں۔ مغرب کی طرف سے ایک سبز رنگ کا روضہ اڑتا آ رہا ہے اور جہاں لوگ جمع ہیں وہیں اتر گیا۔ روضے میں سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی' عورتوں نے دیکھ کے جھومنا شروع کر دیا اور ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے' یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک' مرد بھی جھوم رہے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ رہے تھے اب وہ بزرگ مجمع سے گزر کر میری طرف بڑھے' جوں جوں قریب آ رہے تھے۔ خوشی سے آنسو جاری ہو گئے' دیکھنے کی خواہش ہے' لیکن نظر اوپر کو نہیں اٹھتی' نور ہے جسے آنکھوں کو دیکھنے کی تاب نہیں' نہ دیکھوں ارمان رہے اور دیکھوں تو جان جائے۔

اس واقعہ سے پیر گوہر نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اس کی چلہ گاہ میں آئے اور غیر محرم عورتیں قطار در قطار ان کے استقبال میں کھڑی تھیں' توبہ نعوذ باللہ من ذالک

پیر گوہر کی حفاظت

چیونٹیاں بھی کرتی ہیں

پیر گوہر نے کئی جگہ ثابت کیا ہے کہ مختلف مخلوقات اس کی حفاظت پر مامور ہیں اس کا دعویٰ تو انبیاء نے بھی نہ کیا' اس کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔۔۔

"ایک صبح جب رفع حاجات کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے لگا دیکھا بے شمار موٹے موٹے سیاہ رنگ کے چیونٹے میرے ارد گرد دائرہ بنائے بیٹھے ہیں' میں حیران تھا کہ ان سے کس طرح گزر کے جاؤں' یہ پاؤں کو کاٹیں گے۔ اتنے میں ایک موٹا سا کوڑا اپنی جگہ سے ہلا اور میری طرف سے مخاطب ہوا' آواز آئی' ڈرو نہیں ہم تمہاری حفاظت کے لئے مامور کئے گئے ہیں' میں نے کہا تم ننھی منی جانیں میری کیا حفاظت کرو گے' اس نے کہا یہاں سانپ بچھو اور زہریلے کیڑے بہت زیادہ ہیں۔ ہم ان سے بخوبی نپٹ سکتے ہیں' اس کے بعد انہوں نے میرے گزرنے کا راستہ چھوڑ دیا۔

باقی آئندہ

مسلم سجاد

برطانیہ میں مخلوط تعلیم

مخلوط تعلیم کے حق میں یہ دلیل نہایت اہتمام سے پیش کی جاتی ہے کہ مخلوط ماحول ہی فطری ماحول ہے جس میں طالب علم مناسب انداز سے تحصیل علم کر سکتے ہیں۔ علیحدہ سکولوں اور کالجوں کا غیر فطری ماحول حصول علم میں مد نہیں ہوتا۔

مخلوط تعلیم کے مقاصد کی وجہ سے جو اب مغربی دنیا میں کھل کر سامنے آ چکے ہیں' لڑکیوں کے علیحدہ سکولوں کا کچھ نہ کچھ رواج مغرب میں بھی ہے۔ برطانیہ میں GCSE کے امتحانات (یہ ۱۶ سال طلبہ و طالبات کے لئے پرانے او لیول میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ رائج ہے) کے جو نتائج آئے ہیں ان کا ایک پہلو تو ہمارے ملک کی طرح یہ ہے کہ لڑکیوں نے زیادہ نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ لیکن دوسرا پہلو جو خود وہاں کے اخبارات اور تعلیمی حلقوں میں موضوع بن گیا ہے' یہ ہے کہ دی ٹائمز نے ۵۰۰ سکولوں کا جو تقابلی جائزہ لیا ہے' اس کے مطابق بہترین نتائج دینے والے ۳۰ سکولوں میں ۱۸ لڑکیوں کے علیحدہ سکول (Single Sex) ہیں (دی ٹائمز ۴ ستمبر ۹۴ء) سرکاری اور آزاد سب سکولوں کو انہوں نے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ دی ٹائمز نے اس پر اداریہ لکھا ہے: "Well Done Girls" اداریہ میں لکھا ہے:

> **لڑکیوں کو جب لڑکوں سے علیحدہ تعلیم دی جاتی ہے تو وہ بہتر تعلیمی کامیابی حاصل کرتی ہیں**

"اس امر کی شہادت کہ لڑکیوں کو جب لڑکوں سے علیحدہ تعلیم دی جاتی ہے تو وہ بہتر تعلیمی کامیابی حاصل کرتی ہیں' ناقابل تردید ہے (Is now virtually undisputed) - جو کچھ مشاہدہ میں آتا ہے' اعداد و شمار اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر لڑکیوں کو لڑکوں کی توجہ حاصل کرنے کے مقابلہ سے تحفظ حاصل ہو تو ان کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔ ٹاپ کے پچاس میں سے صرف ۲ سکول مخلوط ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مخلوط سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کی کارکردگی کمزور ہو جاتی ہے۔

گرلز سکولز ایسوسی ایشن کی صدر مسز مارگریٹ گیبن نے کہا: "لڑکیاں' لڑکیوں کے سکول میں ہی اپنے جوہر دکھاتی ہیں" (فنانشل ٹائمز' ۳ ستمبر ۹۴ء)

> **مختلف سکولوں میں والدین کے تقاضوں کے جواب میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ کلاس روم میں تعلیم شروع کی جا رہی ہے**

ان نتائج نے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ لڑکے بھی لڑکوں کے سکولوں میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ٹاپ پوزیشنز کل کی کل Single Sex سکولوں کو ہی ملی ہیں۔

ان نتائج کے حوالے سے برطانیہ کے تعلیمی حلقوں میں یہ بحث شروع ہو گئی ہے کہ بحیثیت مجموعی لڑکیوں کی تعلیمی کارکردگی گزشتہ چند سالوں سے مسلسل بہتر ہو رہی ہے اور انہوں نے لڑکوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا نصابات میں بعض تبدیلیاں لڑکیوں کے حق میں گئی ہیں۔ کیا یہ لڑکیوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ دینے کے نتائج ہیں اور کیا اب لڑکوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ دینے کا وقت آ گیا ہے۔ کیا ۱۶ سال

باقی صفحہ ۲۲ پر

قادیانی تحریریں اور شہادتیں

قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں

(۱۳) حکمت و مصلحت

خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لیے چن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم کیا خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے' جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے' وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے' امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام' مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد دہم' ص ۲۳' مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی' مجموعہ اشتہارات ۵۸۴' ج ۲)

(۱۴) قادیانی مقاصد

چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل و رحم سے فائدہ اٹھایا۔ وہ اس سے بے خبر ہیں (ورنہ غالباً وہ بھی اس کے خواہش مند ہوتے ۔۔۔۔ (لمؤلف) اس لیے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کیے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کیے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے' بتانے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔۔ لمؤلف) شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزارہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلایا جائے لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق و محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ تا اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لیے مجبور کیا۔

("اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا گیا"۔ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی' مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء' مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد سوم' ص ۱۹۶-۱۹۷' مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی' مجموعہ اشتہارات' جلد ۲' ص ۲۷-۲۸)

(۱۵) یہ کام کیوں کیے

سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے اور تمام ملکوں اور تمام لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے اور ان کتابوں کو میں نے دور دور کی ولایتوں میں بھیجا ہے جن میں سے عرب اور عجم اور دوسرے ملک ہیں تاکہ کج طبیعتیں ان نصیحتوں سے براہ راست آ جائیں اور تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں اور تاکہ وہ لوگ جانیں کہ یہ گورنمنٹ ان کی محسن ہے اور محبت سے ان کی اطاعت کریں۔۔۔ میں نے اس گورنمنٹ کا شکر کیا اور جہاں تک بن پڑا اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں کو کل ہند سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا اور لوگوں کو اشارہ کیا کہ تا اس کی فرمانبرداری کریں اور جس کو شک ہو وہ میری کتاب "براہین احمدیہ" کی طرف رجوع کرے اور اگر وہ اس شک کے دور کرنے کے لیے کافی نہ ہو تو پھر میری کتاب "تبلیغ" کا مطالعہ کرے اور اگر اس سے بھی مطمئن نہ ہو تو پھر میری کتاب "حمامۃ البشریٰ" کو پڑھے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہ جائے تو پھر میری کتاب "شہادۃ القرآن" میں غور کرے اور اس پر حرام نہیں ہے جو اس رسالہ کو بھی دیکھے۔ تاکہ اس پر کھل جائے کہ میں نے کیونکر بلند آواز سے کہہ دیا ہے کہ اس گورنمنٹ سے جہاد حرام ہے اور جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں' وہ خطا پر ہیں۔۔۔۔

پس اے آنکھوں والو! تم سوچو کہ میں نے یہ کام کیوں کیے اور کیوں یہ کتابیں' جن میں جہاد کی سخت ممانعت لکھی ہے' ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں۔ کیا میں ان تحریروں سے ان لوگوں کے انعام کی امید رکھتا تھا۔۔۔ سو اس کے بعد کس غرض نے مجھ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ کیا میرے لیے ان کتابوں کی ایسے ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں داخل نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی ملک تھے اور ان کے خیال بھی اور تھے کچھ اور فائدہ تھا۔۔۔ اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لیے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آ گئے اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک گیارہ برس ان ہی اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔

("نور الحق" حصہ اول' ص ۳۱-۳۲' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۴۱ تا ۴۵' جلد ۸)

(۱۶) یکتا و یگانہ (ج)

پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔

("نور الحق" ص ۳۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" جلد ۸، ص ۴۵)

(۱۷) غیر معمولی اعانت

جناب عالی رہی اس مذہبی خدمت کے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں جو ہمارے سلسلہ کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کی ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اس خدمت کو معلوم کر کے خوش ہوں گے جو انہوں نے دنیا کے امن کے قیام کے لیے کی ہے۔ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا ہے، اس وقت تمام عالم اسلامی جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپے کی طرح بھڑکنے کے لیے صرف ایک دیاسلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لیے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی، اس کے لیے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس، بخدمت ہز ایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۹، نمبر ۱، مورخہ ۳ جولائی ۱۹۲۱ء)

(۱۸) قادیانی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا صاحب) نے سلطنت برطانیہ کی بے انتہا خوبیوں اور بے شمار مہربانیوں کے شکریہ میں بڑی کثرت کے ساتھ کتابیں، رسالہ جات، اشتہارات، بزبان عربی، انگریزی، فارسی، اردو تالیف کر کے مصر، روم، ایران، افغانستان، یورپ وغیرہ ممالک میں بھیجے اور آپ نے اس مبارک گورنمنٹ کو تمام جہان کی دیگر سلطنتوں پر ترجیح دے کر یہ صاف لکھ دیا کہ عرب اور روم اور مصر اور افغانستان میں مذہبی اشاعت کے لیے ہرگز ایسی آزادی حاصل نہیں جیسی کہ اس انصاف مجسم گورنمنٹ میں ہم کو میسر ہے اور جیسی امن اور آسائش کہ سلطنت انگلیشیہ کی بدولت نصیب ہو رہی ہے۔ اس کی نظیر کسی جگہ بھی پائی نہیں جاتی۔

آپ نے اس زمانہ کے مولویوں اور عام مسلمانوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے بڑی مدلل اور پر زور تحریروں سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال رکھنا اور اس سے جہاد کرنا سخت بے ایمانی ہے۔ چنانچہ آپ کی پاک تعلیم کے اثر سے آپ کے تمام مرید جو ہزاروں بندگان خدا ہندوستان میں ہیں، اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت سچی خیر خواہی کا جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس گورنمنٹ عالیہ کی نمک حلالی اور اطاعت کا مادہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اور وہ دن جلد [illegible]

جو محض حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے مرید ہو جانے کے سبب سے گورنمنٹ کے باوفا اور دلی جان نثار ہو گئے ہیں۔

(مہربان گورنمنٹ قدردان گورنمنٹ کو خدا ہمیشہ کے لیے سلامت رکھے۔ "انوار احمدی" سرورق ص ۲، مولفہ شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب قادیانی)

(۱۹) تمام سچے احمدی

ایرانی گورنمنٹ نے جو سلوک مرزا علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ اور اس کے بے کس مریدوں کے ساتھ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا اور جو ستم اس فرقہ پر توڑے گئے، وہ ان دانشمند لوگوں پر مخفی نہیں ہیں جو قوموں کی تاریخ پڑھنے کے عادی ہیں اور پھر سلطنت ٹرکی نے جو ایک یورپ کی سلطنت کہلاتی ہے، جو برتاؤ بہاء اللہ بانی فرقہ بابیہ بہائیہ اور اس کے جلاوطن شدہ پیروؤں سے ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۹۲ء تک پہلے قسطنطنیہ پھر ایڈریانوپل اور بعد ازاں عکہ کے جیل خانہ میں کیا، وہ بھی دنیا کے اہم واقعات پر اطلاع رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

دنیا میں تین ہی بڑی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگ دلی اور تعصب کا نمونہ اس شائستگی کے زمانہ میں دکھایا، وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور چونکہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ (مرزا صاحب) کو دنیا کی رہنمائی کے لیے بھیجا گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر بلحاظ فیاضی فراخ دلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی۔ لہذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں، بدوں کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لیے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔

(اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۲، نمبر ۳۸، مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۲۰) سیاسی فلسفہ

ہم نے مصطفیٰ کمال پاشا کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا۔ رضا خاں کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا اور اب بچہ سقہ کی بغاوت کو بھی بغاوت ہی کہتے ہیں۔ ہم ان تینوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں غلطی کی۔ اپنے اپنے زمانہ سے میری یہ مراد ہے کہ بعض اوقات بغاوت کرنے والا ہی بادشاہ ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ جب بغاوت کرنے والا ملک پر پوری طرح قابض اور متسلط ہو جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس وقت اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہو جاتی ہے، جیسے پہلے بادشاہ کی۔ مثلاً اگر بچہ سقہ افغانستان پر اسی طرح قابض ہو جائے جیسے مصطفیٰ کمال پاشا ٹرکی پر قابض ہو گئے تھے یا رضا شاہ ایران پر تو پھر اس کے خلاف اٹھنے کو بھی ہم بغاوت ہی قرار دیں گے۔ یہی حال ہندوستان کا ہے۔ اگر کوئی قوم انگریزوں کے خلاف جنگ کرے گی تو اس جنگ کو ہم بغاوت قرار دیں گے لیکن اگر انگریز ہتھیار ڈال دیں اور اطاعت قبول کر لیں تو پھر جو قوم حکمران ہو گی، اس کی اطاعت ضروری سمجھیں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" جلد ۱۶، نمبر ۶۱، ص ۹، مورخہ یکم فروری ۱۹۲۹ء)

باقی

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی تاریخی حقائق کی زبانی

فصل ۲۔ اہل اللہ کا بچپن

حضرات! آپ نے مسیح قادیان کے بچپن کے حالات کا مطالعہ کیا' اب ذرا اہل اللہ کے ایام طفلی کی ایک جھلک بھی دیکھئے اور قادیانی صاحب کے حالات سے ان کا موازنہ کیجئے۔ یہاں "نمونتاً" چند عارفین الٰہی کا عالم طفولیت پیش کیا جاتا ہے۔ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے ۱۷ اپریل ۱۹۲۳ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں بیان کیا کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ جب بارہ تیرہ سال کے ہوئے تو ان کی والدہ نے انہیں تحصیل علم کے لئے بغداد بھیجا اور فرمایا کہ یہ چالیس اشرفیاں تمہارے باپ کا ترکہ ہے۔ میں ان کو تمہاری گدڑی میں سی دیتی ہوں۔ حسب ضرورت ان کو خرچ کرنا۔ راستہ میں غارت گروں نے قافلہ لوٹ لیا۔ کسی رہزن نے گزرتے ہوئے ان سے پوچھا لڑکے! تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا "ہاں میری گدڑی میں اتنی اشرفیاں سلی ہوئی ہیں"۔ رہزن انہیں اپنے سردار کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ میرے پاس اتنی اشرفیاں گدڑی میں سلی ہوئی ہیں۔ آخر گدڑی پھاڑی گئی تو اشرفیاں نکل آئیں۔ یہ دیکھ کر تمام قزاق حیرت زدہ ہوئے اور پوچھنے لگے کہ جب ہم لوگ تمہاری سلی ہوئی اشرفیوں کا حال کسی طرح جان نہیں سکتے تھے تو تم نے ازخود یہ راز کیوں افشاء کیا؟ انہوں نے نہایت سادگی سے جواب دیا کہ میں اشرفیوں کی خاطر جھوٹ بول سکتا تھا؟ قزاقوں پر اس نیک کرداری کا اتنا اثر ہوا کہ معاً غارت گری سے تائب ہوگئے۔ (الفضل' ۱۷ اپریل ۱۹۲۳ء) حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ محترمہ بھی طریقت میں بہرہ کامل رکھتی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ میرا بچہ عبدالقادر رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا کرتا تھا۔ انہی ایام رضاعت میں ایک سال ہلال عید کی رویت میں بڑی دشواری پیش آئی۔ لوگ دن بھر میرے پاس آ آ کر دریافت کرتے رہے کہ آج صبح سے تمہارے بچہ نے دودھ پیا ہے یا نہیں؟ میں انہیں جواب دیتی رہی کہ نہیں پیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج روزہ کا دن ہے۔ چنانچہ بعد میں اس تواتر کے ساتھ اس دن روزہ ہونے کی خبریں آئیں کہ عبدالقادر کے رمضان میں دودھ نہ پینے کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ (طبقات الکبریٰ' امام عبدالوہاب شعرانیؒ جلد اول' ص ۱۰۸ و قول جمیل' مولفہ مولوی محمد احسن امروہی مرزائی' ص ۱۴۳) جب حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ شکم مادر میں تھے تو اسی وقت سے ان کی کرامتیں ظاہر ہونے لگی تھیں۔ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب میں کوئی لقمہ منہ میں رکھتی تھی کہ اس میں کسی طرح کا شبہ ہوتا تھا تو بایزید میرے شکم میں تڑپنے لگتے اور جب تک میں اس لقمہ کو منہ سے نہ نکال ڈالتی' قرار نہ پکڑتے۔ اور جب سفیان ثوریؒ شکم مادر میں تھے تو ان کی مادر محترمہ کوٹھے پر تشریف لے گئیں۔ ہمسایہ کی ترشی سے ایک انگلی بھر کر چاٹ لی۔ سفیانؒ پیٹ میں بے چین ہوگئے اور شکم میں اس قدر سر دے مارا کہ ان کی والدہ تاڑ گئیں اور جھٹ پڑوسن کے پاس جا کر اس کی معافی مانگی۔ ایک دن ایک خوش الحان قاری نے حضرت فضیل بن عیاضؒ کے سامنے خوش آوازی سے قرآن پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے گھر کی طرف جاتے ہوئے میرے بیٹے کو بھی قرآن سناتے جانا لیکن کوئی ایسی سورت نہ پڑھنا جس میں قیامت کا تذکرہ ہو۔ کیونکہ میرا فرزند قیامت کا ذکر سننے کی تاب نہیں لا سکتا۔ سوئے اتفاق سے قاری نے سورۃ القارعہ پڑھ دی۔ اس پاک ذات بچے نے چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء) امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ عارف باللہ محمد وفا رحمہ اللہ نے ایام طفلی میں کہ ان کی عمر دس سال سے بھی کم تھی' متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ (الطبقات الکبریٰ' جلد ۲' ص ۹)

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید اور اس کی ملکہ زبیدہ خاتون میں کچھ رنجش ہوئی اور زبیدہ خاتون کے منہ سے نکل گیا "اے دوزخی!" ہارون رشید غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ اگر میں دوزخی ہوں تو تجھے طلاق ہے اور اسی وقت ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے لیکن چونکہ خلیفہ کو زبیدہ خاتون سے انتہا درجہ کی محبت تھی' اس کی جدائی میں سخت بے چین ہوا۔ آخر اس مشکل کا حل تجویز کرنے کے لئے دارالخلافہ کے تمام علماء کو جمع کیا اور صورت حال پیش کی۔ تمام علماء اس کا جواب دینے سے قاصر رہے اور بالاتفاق کہنے لگے کہ خدائے علام الغیوب کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ خلیفہ ہارون دوزخی ہے یا جنتی۔ علماء کی جماعت میں سے ایک لڑکا باہر نکل کر کہنے لگا کہ اگر حکم ہو تو میں جواب دوں۔ لوگ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگے' لڑکے! شاید تو دیوانہ ہے۔ بھلا جب تمام نامی گرامی علماء جواب دینے سے عاجز ہیں تو تیری کیا بساط ہے؟ خلیفہ نے اس لڑکے کو دیکھ لیا اور اپنے پاس بلا کر کہا ہاں تم جواب دو۔ لڑکے نے' حضرت امام شافعیؒ تھے' کہا امیر المومنین! آپ کو میری احتیاج ہے یا مجھے آپ کی؟ خلیفہ نے کہا' مجھ کو تمہاری ضرورت ہے۔ یہ سن کر لڑکے نے فرمایا' آپ تخت سے نیچے اتر آئیے کیونکہ علماء کا رتبہ بلند تر ہے۔ خلیفہ نے انہیں تخت پر بٹھایا اور خود تخت سے نیچے اتر آیا۔ لڑکے نے کہا' پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیجئے۔ خلیفہ نے کہا' اچھا پوچھو۔ لڑکے نے کہا' کیا آپ بھی قدرت رکھنے کے باوجود کسی گناہ سے محض خوف خدا سے باز رہے ہیں؟ خلیفہ نے کہا' ہاں واللہ! یہ سن کر امام شافعیؒ نے فرمایا' میں فتویٰ دیتا ہوں کہ آپ جنتی ہیں۔ تمام علماء یکبارگی پکار اٹھے' کس دلیل سے؟ امام شافعیؒ نے فرمایا: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى** (جس شخص نے گناہ کا قصد کیا اور پھر خشیت الٰہی نے اس کو اس گناہ سے باز رکھا تو اس کا ملجا و ماویٰ جنت ہے) یہ سن کر تمام علماء عش عش کرنے لگے اور کہا کہ جس شخص کا لڑکپن میں یہ حال ہے' نہیں معلوم کل کو بڑا ہو کر کس منزلت کا مالک ہوگا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

حضرت سہل بن عبداللہ تستری ؒ نے فرمایا ہے کہ میں اس وقت کے تمام حالات بھی جانتا ہوں جبکہ میں ہنوز شکم مادر میں تھا۔ اور فرمایا میں تین برس کا تھا جبکہ میں اپنے ماموں محمد بن سوارؒ کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کرتا تھا۔ وہ مجھ کو اپنے ساتھ جاگتے اور نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کرتے' اے سہل سو جا کیونکہ میرا دل تیری وجہ سے مشوش ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر وراق کا ایک فرزند مکتب جایا کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے دیکھا کہ رو رہا ہے اور اس کے چہرے کا رنگ فق ہے۔ پوچھا بیٹا! کیا ہوا؟ کہا آج استاد نے ایک آیت پڑھائی ہے جس کی وجہ سے میرا دل سخت بے چین ہے۔ پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ کہا **یوما یجعل الولدان شیبا** (وہ ایسا دن ہو گا جبکہ لڑکے بھی بوڑھے ہو جائیں گے) غرض وہ لڑکا اس آیت کے خوف سے بیمار رہ کر جاں بحق ہو گیا۔

حضرت جنید بغدادیؒ لڑکپن سے محبت الٰہی سے معمور' با ادب اور صاحب فراست تھے۔ ایک روز مکتب سے گھر آئے تو باپ کو روتے دیکھ کر پوچھا ابا جان! رونے کا کیا سبب ہے۔ انہوں نے کہا "آج مال کی زکوٰۃ میں سے کچھ رقم تمہارے ماموں (شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ) کو (جو اولیائے کاملین میں سے تھے) بھیجی تھی۔ لیکن انہوں نے قبول نہیں کی۔ میری آرزو تھی کہ یہ چند درہم اللہ کے دوستوں میں سے کسی کے کام آتے"۔ جنید نے فرمایا مجھے دیجئے! میں ان کو دے کر آتا ہوں۔ غرض وہ درہم لے کر اپنے ماموں کے پاس پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ حضرت سری سقطیؒ نے پوچھا کون ہے؟ کہا میں جنید ہوں۔ دروازہ کھولو اور یہ فریضہ زکوٰۃ لو۔ ماموں جو بہت نادار تھے' فرمانے لگے میں نہیں لوں گا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا آپ کو اس خدا کی قسم جس نے آپ پر فضل اور میرے باپ کے ساتھ عدل کیا' اس کو لے لیجئے۔ حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا جنید! مجھ پر کیا فضل کیا اور تمہارے باپ کے ساتھ کیا عدل کیا۔ کہا آپ پر یہ فضل کیا کہ آپ کو اپنی معرفت کے شرف سے نوازا اور میرے والد سے یہ عدل کیا کہ اس کو دنیا میں مشغول کیا اور یہ فریضہ زکوٰۃ تو بہرحال کسی حقدار کو پہنچانا ہے۔ حضرت شیخ کو یہ بات پسند آئی اور فرمایا کہ پہلے اس سے کہ یہ زکوٰۃ قبول کروں' میں نے تجھے قبول کیا۔ اور دروازہ کھول کر زکوٰۃ لے لی اور حضرت جنید کو اپنے آغوش عاطفت میں تربیت کرنے لگے۔ حضرت جنیدؒ سات سال کے تھے کہ حضرت سری سقطیؒ ان کو اپنے ساتھ حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ لے گئے۔ ایک موقع پر خانہ کعبہ میں چار سو پیروں کے درمیان مسئلہ شکر درپیش تھا۔ ہر ایک نے مسئلہ شکر پر اپنے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ سری سقطیؒ کہنے لگے' جنید! تم بھی کچھ کہو۔ جنیدؒ نے فرمایا کہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ انسان کو جو نعمت عطا فرمائے' بندہ اس نعمت کے سبب سے اس کا نافرمان نہ بنے اور اس کو معصیت و نافرمانی کا ذریعہ نہ بنائے۔ مشائخ کرام بے ساختہ بول اٹھے' اے قرۃ العین! تم نے شکر کی بالکل صحیح تعریف کی اور کہا' صاحبزادے! اس سے بہتر اور کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

کرشن جی کی طفولیت سے مشابہت

مرزا غلام احمد صاحب کے بچپن کو امت مرحومہ کے عارفان الٰہی کے ایام طفلی سے تو کوئی نسبت نہیں۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

البتہ کرشن جی کے عالم طفولیت کی اس میں ضرور جھلک پائی جاتی ہے۔ رگھبیر سنگھ صاحب اجمیری "حیات سری کرشن" میں لکھتے ہیں: "اب بلرام اور کرشن دونوں بھائی گوکل میں پرورش پا رہے تھے۔ ان دونوں میں کرشن نہایت شریر' نڈر اور شوخ لڑکا تھا۔ یہ اپنی شرارتوں سے جسودھا کو (جس نے ماں کی حیثیت سے کرشن جی کی پرورش کی تھی اور دودھ پلایا تھا) نہایت دق کیا کرتا۔ کرشن ایام طفلی میں جمنا کے کنارے مویشی چرایا کرتا جس میں بچھڑوں کے لڑانے میں خوب مشق بہم پہنچائی اور دس سال کی عمر میں تیر چلانا اور بانسری بجانا بھی سیکھ لیا۔ خصوصاً بانسری بجانے میں تو وہ کمال پیدا کیا کہ ہر وقت اس کے گرد بانسری سننے والوں کا ہجوم رہتا۔ ایک دفعہ کسی سے سنا کہ فلاں غار میں ایک کالا ناگ رہتا ہے جس سے لوگوں کو بڑی وحشت ہے۔ یہ سن کر کرشن وہاں پہنچا اور اپنی طفلانہ شرارتوں کے سلسلہ میں اپنی گیند غار میں پھینک دی اور پھر خود ہی اس کے نکالنے کو گھس پڑا۔ اژدہا اس کے پیر کی ٹھوکروں سے زخمی ہو کر بھاگ گیا لیکن تھوڑی دیر میں ٹھوکروں کا یہ اثر ہوا کہ کرشن کا سفید شگفتہ چہرہ سیاہ رنگت میں تبدیل ہو گیا"۔

(حیات سری کرشن' مصنفہ رگھبیر سنگھ صاحب اجمیری' مطبوعہ لاہور' ص ۱۳)

مسیح قادیان کی تعلیم

میں اپنی کتاب "معیار الحق" کے باب "انبیاء کے بعض خصائص" میں یہ تفصیل لکھ چکا ہوں کہ خدا کے پیغامبروں نے کبھی کسی بشر سے کسی قسم کا کوئی علم حاصل نہ کیا بلکہ وہ امی و ناخواندہ ہوتے تھے اور ان کی تعلیم لدنی اور روحانی طور پر بذریعہ وحی و الہام ہوتی تھی۔ چنانچہ مروی ہے:

عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبر ناخواندہ گروہ ہیں' نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ ہم نے حساب کتاب سیکھا ہے۔

انبیاء کرامؑ کی نامراد نقالی

چونکہ مرزا غلام احمد کو اپنی مہدویت اور مسیحیت کا دعویٰ تھا جو نبوت کی ہم پایہ و ہم عنان تھی' اس لیے وہ ہر بات میں انبیائے کرام کی نقل اتارنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے تھے۔ خدا کے برگزیدہ پیغامبر نہ تو لکھنا جانتے تھے اور نہ پڑھنا اور مرزا صاحب نے متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنا اور انگریز کی خوشامد میں پچاس الماریاں کتابیں لکھنا ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس کا اخفاء و انکار بالکل ممکن نہ تھا' اس لیے اپنے امی و ناخواندہ ہونے کے دعویٰ کی تو جرات نہ ہوئی' البتہ ناخواندہ ہونے کے بجائے اپنی طرف سے یہ شق لگا دی کہ امام الزمان کے لیے لازم ہے کہ وہ دینی امور میں کسی کا شاگرد و مرید نہ ہو بلکہ اس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔ چنانچہ لکھتے ہیں "حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندہ زمانہ میں جو امام الزمان آوے' وہ خدا سے مہدی ہو اور دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو اور نہ کسی کا مرید ہو اور عام علوم و معارف خدا سے پانے والا ہو۔ نہ علم دین میں کسی کا شاگرد ہو اور نہ امور فقر میں کسی کا مرید"۔ (رسالہ اربعین نمبر ۲' ص ۸) اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں "اس لیے ضروری ہے کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدیؑ کہتے ہیں یعنی خاص خدا سے ہدایت پانے والا۔ اور تمام روحانی امور اسی سے حاصل کرنے والا۔ مہدی کے لیے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلی بگڑ گئی ہو اور

نوع انسان میں سے اس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا کوئی کوئی موجود ہی نہ ہو۔ مہدی کے مفہوم میں یہ معنی ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو۔ (ایضاً' ص ۱۲-۱۳) اور کتاب "ایام الصلح" میں لکھتے ہیں کہ آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا' سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً" کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے"۔ (ایام الصلح' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۱۴۷)

دینی تعلیم

سطور بالا میں مرزا صاحب نے قسم کھائی ہے کہ میں نے قرآن یا حدیث کا ایک سبق بھی کسی استاد سے نہیں پڑھا لیکن بوالعجبی دیکھو کہ "مسیح موعود" صاحب نے خود ہی دوسری جگہ اپنی قسم کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: "بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے' وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں"۔ (کتاب البریہ' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۱۴۸-۱۵۰) مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے استاد فضل الٰہی قادیان کے باشندہ حنفی تھے۔ دوسرے استاد فضل احمد فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ اہل حدیث تھے۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی (مرزائی) انہی کے بیٹے تھے۔ تیسرے استاد سید گل علی شاہ بٹالہ کے باشندہ اور شیعہ تھے۔ (سیرۃ المہدی' مولفہ مرزا بشیر احمد' ایم۔ اے' جلد اول' ص ۲۴۳) قادیان کے الہامی صاحب کو کتب بینی سے اتنا شغف تھا کہ ہروقت کتابوں کے کیڑے بنے رہتے تھے۔ اغلب ہے کہ اس سلسلہ کتب بینی میں ہزاروں نہیں لاکھوں کتابیں چاٹ گئے ہوں گے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں کہ "ان دنوں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہیں تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آجائے"۔ (کتاب البریہ' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۱۵۰) کثرت مطالعہ کی ایک اور شہادت ملاحظہ ہو۔ مرزا صاحب کے سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ (مرزا صاحب) کو خدا تعالیٰ نے کتابوں کے دیکھنے کا اس قدر شوق اور شغل دیا ہوا تھا کہ مطالعہ کے وقت گویا دنیا میں ہی نہ ہوتے تھے۔ آپ کی عادت شروع سے ایسی ہی تھی کہ اکثر مطالعہ شغل کرتے تھے اور ایسے محو ہو کر کثرت سے ٹہلتے تھے کہ جس زمین پر ٹہلتے تھے' دب دب کر باقی زمین سے تمیز اور بہت نیچی ہو جاتی تھی۔ (سوانح عمری مرزا صاحب ملحقہ براہین احمدیہ' ص ۱۳) قارئین حضرات! اب ذرا انصاف فرمایئے کہ جو شخص فضل الٰہی' فضل احمد اور گل علی شاہ تین استادوں سے تحصیل علم کرے اور کثرت مطالعہ کا یہ عالم ہو کہ بکثرت ٹہلنے سے نیچے کی زمین ہی دب جائے' پھر دعویٰ یہ کرے کہ آدم کی طرح میرا کوئی استاد و مرشد نہیں بلکہ صرف خدا استاد و مرشد ہے' کہاں تک راست بیانی پر مبنی ہے؟

تعلیم کے لیے ایک مدرس نوکر رکھنے کا افسانہ

مرزا صاحب کی تحریر سے جو اوپر درج ہوئی' ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مولوی فضل الٰہی اور مولوی فضل احمد صاحبان سے تو مفت پڑھتے رہے لیکن گل علی شاہ صاحب کو حکیم غلام مرتضیٰ نے اپنے بیٹے غلام احمد کی تعلیم کے لیے نوکر رکھا ہوا تھا۔ مگر راقم الحروف کو بٹالہ کے سفر میں معلوم ہوا کہ یہ بیان بالکل بے بنیاد ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب قادیان میں مرزا غلام مرتضیٰ کا مطب نہ چلا یا وہاں کی قلیل آمدنی پر قانع نہ ہوئے تو انہوں نے بٹالہ آکر جو ایک بڑا قصبہ ہے' مطب کھول لیا اور یہیں ایک مکان بھی بنوا لیا تھا۔ اسی مکان میں باپ اور بیٹا (مرزا غلام احمد) رہتے تھے۔ باپ مطب کرتا تھا اور بیٹا وہاں سے قریب ہی مسجد ہوائیاں میں سید گل علی شاہ شیعی سے تعلیم پاتا تھا۔ راقم الحروف نے بٹالہ میں مسجد ہوائیاں دیکھی ہے اور وہ مکان بھی دیکھا ہے' جہاں مرزا غلام مرتضیٰ مطب کرتے تھے۔ حاجی نور محمد صاحب معتمد مجلس شبان مسلمین کی معیت میں بٹالہ کے بعض بڑے بڑے سن رسیدہ بزرگوں سے اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ حکیم غلام مرتضیٰ صاحب بٹالہ میں مطب کرتے رہے ہیں۔ بٹالہ کا مکان آج کل حکیم غلام مرتضیٰ کی اولاد کے قبضہ میں نہیں ہے' کیونکہ اسے میر احمد شاہ وکیل نے حکیم غلام مرتضیٰ کی زندگی میں یا ان کی رحلت کے بعد خرید لیا تھا۔ اس بیان کی تائید مرزا احمد علی صاحب امرتسری (شیعی) کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "مولوی گل علی شاہ شیعہ مذہب کے فاضل اجل تھے۔ بڑے بڑے رئیس ان کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ بھی بٹالہ میں ان کے دسترخوان کے ریزہ چین تھے۔ گل علی شاہ کسی رئیس کے در دولت پر بھی نہیں گئے چہ جائیکہ حکیم غلام مرتضیٰ جیسے قلاش کی نوکری کرتے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی تعلّی کے لیے غلط بیانی سے کام لیا ہے"۔ (مراۃ القادیانیہ' مولفہ مرزا احمد علی امرتسری' ص ۲۹-۳۰) بہرحال یہ افسانہ بالکل غلط اور سخت مضحکہ خیز ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے اپنے بیٹے کی تعلیم کے لیے کوئی مدرس نوکر رکھا تھا۔ گل علی شاہ صاحب کے پوتے سید باقر حسین ہمدانی کا خیال تھا کہ وہ قادیانی کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کریں کہ ان کے دادا کی توہین کی گئی۔ لیکن معلوم نہیں کہ اس ارادہ کو قوۃ سے فعل میں کیوں نہ لایا گیا۔ غالباً کوئی زبردست مانع حائل ہو گیا ہوگا۔

قادیانی علم بحیثیت نیم ملا خطرۂ ایمان

مرزا صاحب نے "کتاب البریہ" میں اپنے تحصیل علم کی جو شرح کی ہے' اس سے دو باتیں پایہ ثبوت کو پہنچتی ہیں۔ اول یہ کہ ان کی تعلیم ادھوری رہی اور انہیں کسی فن میں کافی دست گاہ حاصل نہ تھی۔ خصوصاً حدیث' فقہ' تفسیر' کلام وغیرہ دینی علوم میں بہت تھوڑا درک تھا۔ دوسرا انہوں نے جتنا کچھ پڑھا وہ بھی بالاہتمام کسی مستند اسلامی درسگاہ میں نہ پڑھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم "مسیح موعود" صاحب کو صحیح اسلامی تعلیمات سے محروم اور مذہبی معلومات سے بالکل کورا پاتے ہیں۔ اصل میں مرزا صاحب نیم ملا خطرۂ ایمان کی مجسم تصویر تھے۔ عقاید اسلامی کے رد و قبول میں ان کی حالت ہمیشہ مذبذب رہی۔ علمائے ملت اس تذبذب کو فقدان ایمانی اور الحاد پسندی سے تعبیر کرتے ہیں مگر یہی وہ چیز تھی جو ان کے لیے موجب صد ہزار ناز و افتخار بنی ہوئی تھی۔ بہرحال "مسیح موعود" صاحب میں کوئی اور خوبی تھی یا نہیں تھی لیکن مسلمانوں کے متاع ایمانی پر ڈاکہ ڈالنے میں ان کو جو کمال حاصل تھا' اس کی نظیر اس قسم کے نیم ملاؤں میں بمشکل مل سکے گی۔

مؤلف کے قلم سے
مرحلہ وار تعارف

قادیانی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا
مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی بلند پایہ علمی پیشکش

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

ایک مختصر رسالہ سے ۱۱۶۴ صفحات کی ضخیم تالیف کیسے وجود میں آئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید دوم

کن حالات کے تحت یہ کتاب "قادیانی مذہب" تالیف ہوئی' اس کی مختصر کیفیت تمہید اول میں درج ہے۔ شائع ہوتے ہی پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ چلا۔ دور دور تک پھیل گیا۔ خاص کر اعلیٰ اور تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ ہوئی۔ گویا کہ مدت سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اچھے اچھے مبصرین نے اس تالیف کی متانت اور وضاحت کا اعتراف کیا۔ پریس ریویو میں بھی بالعموم اس خصوصیت کا اعتراف ہوا۔ مثلاً:

"جناب برنی کا یہ رسالہ (قادیانی مذہب) مولویانہ لعن طعن سے قطعاً پاک ہے۔ قادیانی اور اہل سنت مباحثات کے متعلق ایسی متین کتاب غالباً نہیں دیکھی گئی جس کو مخالف و موافق سب ٹھنڈے دل سے پڑھ کر سکون قلب کے ساتھ رائے قائم کر سکتے ہیں۔

جناب مولف نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔ زیادہ تر مرزا صاحب اور ان کے متند متبعین کی تحریریں ایک خاص ترتیب سے جمع کر دی ہیں اور ان پر جو کچھ اظہار رائے کیا ہے' مختصر ہے اور تہذیب و متانت کے ساتھ ہے۔

یہ مولف صاحب کے حسن نیت کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس رسالے کو بلا قیمت شائع کیا اور کسی مالی منفعت کا ذریعہ نہیں بنایا"۔

(رسالہ بلاغ امرت سر' بابت اپریل ۱۹۳۳ء)

کتاب کی اشاعت کے ایک ماہ بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے بھی جواب میں ایک رسالہ شائع ہوا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" رسالہ کیا ہے' قادیانی ذہنیت کی پوری تصویر ہے۔ الزام و اتہام کی ناکام تدبیر ہے۔ قادیانی صاحبان کا سیاسی کشف بھی عجیب و غریب ہے۔ اگر واقعی ان کے دلوں پر ایسے وسواس طاری ہیں تو حیرت ہے اور اگر یہ ان کی طرف سے دیدہ و دانستہ افتراء و بہتان ہے تو افسوس۔ ملاحظہ ہو:

"آپ کی دیانت نے کس طرح اجازت دی کہ حکومت برطانیہ کی یاری وفاداری کو محل اعتراض ٹھہرا کر "زمیندار" لاہور کے ظفر علی خان نقاش..... اور "الجمعیۃ" دہلی کے مولوی کفایت اللہ کے نقش قدم پر چلیں اور دیوبندی' بدایونی' خلافتی' احراری اور کانگریسی تباہ کن تحریکات میں حیدر آبادی مسلمانوں کو گھسیٹیں' تعجب ہے کہ حکیم السیاست سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالہ کے صفحات ص ۶۸ و صفحہ ۱۰۳ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت و بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں"۔

(پروفیسر الیاس برنی کا علمی محاسبہ' قادیانی رسالہ)

یہ رسالہ بنظر احتیاط حیدر آباد چھوڑ کر بنگلور سے شائع کیا گیا۔ تاہم حیدر آباد میں بہ کثرت تقسیم ہوا۔ اس کا جواب بھی "قادیانی جماعت" کے عنوان سے ہفتہ عشرہ کے اندر شائع ہوگیا اور بطور ضمیمہ اس کتاب کے آخر میں شریک ہے۔ کتاب کے ساتھ ان دو رسالوں نے بھی خوب کام دیا۔ خیالات و اعتقادات کے سوا معاملات بھی بخوبی بے نقاب ہوگئے۔ بڑے بڑے نیک خیال چونک پڑے۔ عام طبقوں میں بیداری پیدا ہوگئی۔ مزید برآں ملک کے معتبر اور مقتدر اخبارات و رسائل نے بھی اچھل ڈال دی۔ چنانچہ خاصی زد پڑی۔ ہوا پلٹ گئی۔ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں سے بڑھ کر قادیانی جماعت کی اندرونی حالت سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ صاحب موصوف نے موجودہ حالت کا جو فوٹو کھینچا ہے' واقعی قابل عبرت ہے۔ ملاحظہ ہو:

"آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہو رہی ہے' ابتداء میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور یہ صحیح بھی ہے مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں' اسے محسوس نہیں کرتی۔ اس کی حالت اس بچے کی سی ہے' جس کی ماں رات کو فوت ہوگئی۔ صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور ہنسنے لگا۔ پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے۔ حتیٰ کہ جب اسے دفن کرنے کے لیے لے جانے لگے' تب اسے معلوم ہوا کہ اس کی نہایت ہی محبوب چیز ہمیشہ کے لیے اس سے چھڑا دی گئی ہے۔ اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن آنکھوں کے سامنے

نہیں' وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا پرواہ ہے۔ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں' وہ اس سے ناواقف ہیں۔

سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ احمدیت کی ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے' کہ جب وہ مہدی کے لفظ سے گھبرائے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں' جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں۔ باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصے سے ہمیں دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔ پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے ہمارے مداح تھے' ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔ بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں۔ ان کی مجالس میں جاتے ہیں' ان کے لیے چندے جمع کرتے ہیں اور چند گنتی کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریق اختیار کر رکھا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی جھوٹی خبریں شائع کرتے ہیں' کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آیا ہے **والمرجفون فی المدینۃ** کوئی اچھا کام نہیں' جس پر وہ اعتراض نہ کریں اور کوئی نیک آدمی نہیں' جس پر الزام نہ لگائیں۔ یہ اندرونی دشمن ہیں' جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے' یہ بھی آخر احمدی ہیں' مخلص ہیں اور اس وجہ سے ان کے دھوکے میں آ جاتا ہے۔ ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور دشمن دلیر ہوتے ہیں۔

ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آ رہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کے لیے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے۔ ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے۔ یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لیے کچھ نہیں لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے' اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ضرور ہے اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جا سکتا' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفعہ ضائع ہو جانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے لیے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں"۔

(میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" جلد ۲۱' نمبر ۱۰' مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

اوپر جو کچھ بیان ہوا' اس کا منشا یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد سے اب تک اندرون سال جو حالات رونما ہوئے' ان کی مختصر کیفیت پیش نظر ہو جائے اور آئندہ تاریخ کے سلسلے میں کام آئے۔

پہلا ایڈیشن بہت روک کر تقسیم کیا پھر بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گیا' بلکہ ہندوستان کے باہر تک چلا گیا۔ پھر بھی ہر طرف سے ھل من مزید کی صدائیں آتی رہیں۔ لا محالہ دوسرے ایڈیشن کا جلد اہتمام کرنا پڑا۔ یوں بھی پہلا ایڈیشن بدرجہ مجبوری عجلت میں شائع ہوا تھا۔ اسی لیے نسبتاً سرسری اور نامکمل تھا۔ چنانچہ خود قادیانی صاحبان کو بھی اس کے متعلق قلت تحقیق کی شکایت تھی۔ اب دوسرے ایڈیشن میں کتاب کچھ سے کچھ ہو گئی۔ نہ صرف یہ کہ کتابت کی غلطیاں اور طباعت کی خامیاں رفع ہو گئیں' بلکہ مضامین میں بھی بہت کافی اضافہ ہوا۔ نئے نئے عنوانات قائم ہوئے' جدید فصلیں شامل ہوئیں۔ چنانچہ پہلے صرف پانچ فصلیں تھیں' اب گیارہ ہیں اور عنوانات پچاس سے بھی کم تھے۔ اب ڈھائی سو کے قریب ہیں۔ ترتیب بھی بہت مسلسل اور مکمل ہو گئی۔ حوالہ جات بھی بخوبی واضح ہو گئے۔

اول تو اکثر و بیشتر مضامین خود جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دوم ان کے صاحبزادگان میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان اور میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی کتابوں سے منقول ہیں۔ سوم مرزا صاحب کے مریدان خاص مثلاً مولوی محمد علی صاحب' امیر جماعت لاہور وغیرہ کی کتابوں سے منقول ہیں۔ غرض کہ تمام تر اقتباسات کا ماخذ قادیانی جماعت کے بانی اور اکابر کی کتابیں ہیں۔ ان کے سوا جو اقتباسات دیگر تصانیف سے لیے گئے ہیں' وہ بھی اکثر اسی جماعت کے متعلقین سے وابستہ ہیں۔ معدودے چند اقتباسات غیر قادیانی کتابوں سے لیے ہیں' سو وہ بھی تمام تر علمی ہیں۔ مذہبی نہیں ہیں۔ تشریح و توضیح بھی صرف بحالت ضرورت بغایت اختصار شریک کی گئی۔ مقصود یہ کہ خود قادیانی صاحبان ہی کی زبان سے ان کا دین و ایمان بیان ہو۔

رہا قادیانی لٹریچر' اسے دیکھئے تو طول کلام التباس و ابہام' لفظی ہیر پھیر' اختلافات کے ڈھیر کہیں اقرار' کہیں انکار' کہیں دعویٰ' کہیں فرار' مباحث ناہموار' پراگندہ تکرار' سخن سازی کی بھرمار' تاویلات کے انبار' اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے جو مصروف کار ہیں' اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی رنگین پسند آئی تو معترف و مداح بن گئے۔ کچھ عقائد سن پائے تو معترض اور مخالف بن گئے۔ مگر اصل کیفیت سے بہت کم واقف۔ چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کر کے علمی پیرایہ میں یکجا ترتیب دے دی تاکہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے کہ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے' کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے' کیا امکان ہے۔ اس کی جماعت میں کیا علمیت ہے' کیا ذہنیت ہے۔ کیا خیالات ہیں' کیا جذبات ہیں؟ الحاصل دور حاضرہ کی مذہبی' قومی اور ملکی تحریکات میں اس کی کیا حیثیت ہے۔۔ **وما علینا الا البلاغ**

بیت السلام حیدر آباد دکن
ربیع الاول شریف' ۱۳۵۳ھ

معروضہ
خادم محمد الیاس برنی

کے لڑکے اپنی ہم عمر لڑکیوں کے مقابلہ میں تعلیم کے بارے میں کم سنجیدہ ہیں۔ کیا لڑکیاں زیادہ محنتی ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے لئے تو اصل بات جسے ٹائمز کے اداریہ میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے یہ ہے کہ نمایاں اور بہتر کارکردگی ان اداروں کی ہے جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کو علیحدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ چنانچہ فنانشل ٹائمز کے مطابق اب:

"علیحدہ تعلیم کا رواج دوبارہ واپس آ رہا ہے اور بعض سکولوں میں اسے از سر نو رائج کیا جا رہا ہے۔ اس موسم خزاں سے ایکس (Essex) کے ایک مخلوط شیفیلڈ ہائی سکول میں والدین کے تقاضوں کے جواب میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ کلاس روم میں تعلیم شروع کی جا رہی ہے۔ دوسرے سرکاری سکول بھی یہی کرنے کا سوچ رہے ہیں (۴ ستمبر ۱۹۹۴ء)

مسلمانوں کی اصل بدنصیبی یہ ہے کہ انہیں اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے تحت انسانی فطرت سے مطابقت رکھنے والے جن احکامات کا علم ہے وہ اپنے احساس کمتری اور نقالی کے شوق میں انہیں ترک کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ عام مسلمان تو پھر بھی کوئی موقف رکھتے ہیں لیکن ان کے مغرب زدہ لیڈر تو باہر کی ہر بات کو ہی بہتر سمجھتے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی برتری نے آنکھوں کو اتنا خیرہ کر دیا ہے کہ معاشرتی دائرہ میں اپنی اقدار کی برتری نظر نہیں آتی۔ دین کی ہدایات کو بھی اہمیت دینے کو طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔ مغرب کی تہذیب گمراہ تہذیب ہے اور معاشرتی دائرہ میں اس نے انسانی فطرت کو مسخ کرنے والی اقدار اختیار کی ہیں۔ مخلوط تعلیم کے مقاصد کا انہوں نے خوب تجربہ کیا ہے (یہ الگ بات ہے کہ مخلوط سکولوں میں طلبہ و طالبات کی اخلاقی حالت کیا ہے) اور اب تعلیمی کارکردگی کے حوالے سے بھی تجربہ سے اس نتیجہ تک پہنچ رہے ہیں کہ یہ بھی علیحدہ ماحول میں ہی بہتر ہوتی ہے۔ ہمارے تعلیمی ماہرین اور قائدین اب بھی ٹھٹک جائیں اور راہ راست پر آ کر تعلیمی ماحول کو اپنی دینی و تہذیبی اقدار کے مطابق استوار کریں تو اس امت پر احسان ہو گا۔

(بہ شکریہ افکار معلم۔ فروری ۱۹۹۶ء)

اخبارِ ختمِ نبوّت

سلانوالی میں شبان ختم نبوت کا قیام

سلانوالی کا علاقہ سرگودھا سے تقریباً ۳۳ کلو میٹر اور ربوہ سے تقریباً ۳۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جب کہ منگلا چک یہاں سے تقریباً ۸ کلو میٹر ہے۔ یہ علاقہ تقسیم ہند سے مرزائیت کی زد میں رہا ہے اور ان کے مقابلہ میں ہمیشہ پیکر حریت مجاہد ختم نبوت رفیق امیر شریعت مولانا سید فضل الرحمان شاہ صاحب احرار بجلی بن کر چمکے شمشیر بے نیام بن کر سامنے آئے۔ اور حضرت مولانا حکیم شریف الدین صاحب نے کمال بزرگی کے جوہر دکھلائے۔ سلانوالی ہمیشہ علمائے حق کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ مدرسہ حسینیہ حنفیہ کا بھی اس سلسلہ میں ایک تاریخی کردار ہے۔ مئی ۱۹۹۴ء مولانا سید فضل الرحمان شاہ صاحب احرار اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ ان کی یادگار دارالعلوم ختم نبوت اب اس سلسلہ میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ سید فضل الرحمان شاہ صاحب احرار کے صاحبزادے حضرت مولانا سید خالد مسعود شاہ گیلانی نے علاقہ بھر کا دورہ کیا۔ جس میں عنایت پور بھٹیاں میں گذشتہ دنوں مرزائیوں سے مناظرہ میں بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ نے مرزائیوں کو شکست فاش سے دوچار کیا اور علماء حق کو کامیابی نصیب ہوئی۔ پھر چک نمبر ۱۳۳ شمالی سوہاکہ لالکھ شمالی میں بھی جہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ میں پروگرام کئے اور الحمد للہ اس کے بہتر نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ حال ہی میں سلانوالی شہر میں نوجوانوں کو منظم کرنے میں اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

[illegible] ۱۹۹۶ء بعد از نماز ظہر [illegible] مدنی مسجد سلانوالی میں [illegible] ہوا جس میں [illegible] مبلغ اعظم سرگودھا حضرت مولانا سید خالد مسعود گیلانی رانا محمد یونس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا امام الدین قریشی صاحب نے خطاب کیا۔ بعد میں دفتر شبان ختم نبوت کا افتتاح کیا۔ اور تنظیمی ڈھانچہ تشکیل دیا گیا۔ سید خالد مسعود صاحب گیلانی مدیر دارالعلوم ختم نبوت سلانوالی کو سرپرست اعلیٰ بنایا گیا۔ صدر اختر عباس رانا۔ جنرل سیکرٹری محمد توفیق۔ سینئر نائب صدر سید سہیل شاہ صاحب گیلانی سیکرٹری اطلاعات جاوید اقبال سیال منتخب ہوئے۔ اجلاس کے بعد مجاہدین ختم نبوت کا قافلہ مولانا اکرم طوفانی کی قیادت میں دارالعلوم ختم نبوت پہنچا۔ وہاں عصر کی نماز کی امامت طوفانی صاحب نے کی پھر مجاہد ختم نبوت خطیب احرار حضرت مولانا سید فضل الرحمان شاہ صاحب کی قبر پر مجاہدین نے ان کے درجات کی بلندی اور مغفرت کی دعا کی۔

Mirza, wrote a panegyric extolling Mirza, in Urdu calligraphy, and setting it in a good mount presented it to him. This poem was published later on in the newspaper, *Badr*. Some couplets are translated below:

— O dear ones ! Our Imam in this world is Ghulam Ahmad in *Darul Aman* (House of Security).

— Ghulam Ahmad is the "Arsh" (throne) of Almighty Allah, as if his home is in *La Makan* (a place which knows no bounds).

— Ghulam Ahmad is the real "Rasulullah." He has been elevated among mankind and jinn.

— Muhammad has again descended [reincarnated] among us, and he is more glorious than he was before [in his first birth].

— O Akmal, whoever wants to see Muhammad, he should see Ghulam Ahmad in Qadian!

(Akhbar Badr, Oct. 25, 1906)

(f) Mirza Qadiani compared the Divine coming of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) at Makkah and his rebirth at Qadian. He said that at the time of the Prophet's Divine Mission at Makkah, Islam was like a crescent, i.e., devoid of any brilliance but when he reappeared [reincarnated] in Qadian, Islam glowed like a full moon and became fully illuminated. Mirza said:

"Islam started crescent-like but was predestined to be the moon (of the fourteenth night) in the last era by Allah's command." So Allah's Wisdom willed that Islam should take the appearance of the full moon in that century which may resemble the full moon, by way of counting (i.e., the fourteenth century)."

(Khutba-e-Ilhamiah,p. 184).

(g) Mirza Bashir Ahmad, M.A., son of Mirza Ghulam Ahmed writes, in the context of comparison of crescent and moon:

"To declare those who denied the holy Prophet in his first birth as Kafirs and outside the fold of Islam, but to regard the deniers of his second birth as Muslim, is an insult to the Prophet and a joke against the signs of Allah, although the promised Masih has, in *Khutba-e-Ilhamiah*, compared the mutual relation between the first and the second births of the holy Prophet to the relationship between the crescent and the full moon."

(Akhbar Al-Fazl, Qadian, Vol. 3, No. 10, dated 15th July, 1915, as cited in Qadiani Mazhab, Page 262).

(h) **Greater Manifest Victory**

In order to express the superiority of Mirza it was claimed that the manifest victory achieved by the Mirza was greater than the manifest victory of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) Thus Mirza said:

"It is apparent that the time of manifest victory of the era of the holy Prophet has expired, and the second victory which was to be much greater and clearer than the first one had yet to be achieved. It was ordained that its time should fall during the times of the promised Masih "(Mirza Qadiani)."

(Khutba-e-Ilhamiah, pages 193-194; Roohani Khazain, Vol. 16, p. 288).

(i) **Prologue and Epilogue of Spiritual Excellences**

It was also claimed that the era of the Makki birth of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) was only the first step in his progress of spiritual attainments, whereas the era of his Qadiani reincarnation represents the highest pinnacle of his spiritual development. Thus it is said:

"The spirituality of our holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) was conceived during the 5th thousand [i.e., the Makki birth] with its precise attributes and that period was not the climax of his spirituality's development. It was rather the first step to the highest pinnacle of its perfection. Thereafter this spirituality manifested itself in its full glamour during the 6th thousand, i.e., [his rebirth in Qadian] at the present time."

(Khutba-e-Ilhamiah, page 177; Roohani Khazain, Vol. 16, p. 266).

CONTINOUED

۱۸- ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى . فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾

(النجم ۸-۹) (أيضا ص ۷۶)

18. "He drew nigh and came closer till he was at a distance of but two bows' length or even nearer."

(An-Najm 53:8-9)
(Haqiqat-ul-Wahi, p. 76)

۱۹- ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا﴾

(الإسراء ۱) (أيضا ص ۷۸)

19. "Glorified be the Being Who did take His bondsman (Muhammad) for a journey by night."

(Isra 17:1) (Haqiqat-ul-Wahi, p. 78).

۲۰- ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

(الأنبياء ۱۰۷) (أربعين نمبر ۳ ص ۲۳)

20. "And We sent thee not but as a Mercy for all the worlds."

(Al-Ambiya 21:107) (Arbaeen No. 3, p. 23).

Every Muslim knows that the above verses of Quran Hakeem were revealed fourteen hundred years ago and related to the personality of Khatam-un-Nabieen (خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) but Mirza Ghulam unblushingly arrogated these verses to his self.

IV. Besides the above, Mirza Ghulam Ahmad has claimed superiority over all the respected prophets (علیہم السلام). So much so, that he claimed even to be superior to Muhammad ur Rasulullah (صلی اللہ علیہ وسلم) I quote some references from Mirza's books:

"Mirza, the superior-most of all the prophets"

(a) "Several thrones descended from the sky but your throne was placed highest of all."

(Ref: *Mirza Ka Ilham;*
Tazkirah: 2nd Edition, p. 346)

(b) "The various consummate excellences that were found in other prophets were all present in a larger measure in Hazrat Rasool-e-Kareem and all those excel-lences were bestowed upon us, by way of reflection, from Hazrat Rasool e Kareem and for this very reason our name is Adam, Ibrahim, Moosa, Nooh, Dawood, Yusuf, Suleman, Yahya, Isa, etc. All the earlier prophets were reflections of Nabi-e-Kareem in some particular specific attributes and we are now a reflection of Nabi-e-Kareem in all these attributes."

(*Malfoozat*, V. 3, p. 270.
Rabwah print)

"Mirza, the Pride of the Ancients and the Posterity"

(c) The daily *'Al-Fazl'* of Qadian challenges the Muslims:

"O, you who are called Muslims! If you really want Islam's ascendancy and invite the rest of the world to your side, then first of all come yourselves towards true Islam *(as if, God forbid, the Islam of Musalmans is false! Compiler)* which is available through the promised Masih (i.e. Mirza Qadiani). Paths of piety and virtuosity open today through him only. By following him, man can reach the desired destination of salvation and success. He is the reincarnation of the same pride of the ancients and the posterity (Muhammad) who had, thirteen hundred years ago from today, his first birth as (رحمۃ للعلمین)Mercy for the Worlds!

(Al-Fazl, Qadian, September 26, 1915;
Qadiani Mazhab, pp. 211-212,
Ninth Edition Lahore)

"Mirza Surpassed the First-Birth Muhammad ur Rasulullah."

(d) "He who denies that the ordainment of the Prophet (علیہ السلام) is related to the sixth millennium as it was related to the fifth millennium, denies the Quranic mandate and the truth. In fact, at the end of the sixth millennium, that is in this present time, the spiritual influence of the [reincarnated] holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) is more powerful, perfect and severe than in those early years. Rather it is like the fourteenth (moonlit) night."

(Khutba-e-Ilhamiah, p. 181)

(e) Qazi Zahur ud Din Akmal, a disciple of

(An-Najm 53:3-4) (Tazkirah p. 378)

٦- ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾

(الفتح ١٠) (حقیقة الوحی ص٨٠)

6. "Lo! Those who swear allegiance unto thee (Muhammad) swear allegiance only unto Allah. The Hand of Allah is over their hands."

(Al-Fath 48:10) (Haqiqat-ul-Wahi p. 80)

٧- ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾

7. "Say: I am only a human being like yourselves. My Lord reveals unto me that your God is only One God."

(Al-Kahf 18:110) (Haqiqat-ul-Wahi, p. 81)

٨- ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا. لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح ١) (حقیقة الوحی ص٩٤)

8. "Verily We have given thee (O Muhammad) a manifest victory, that Allah may forgive thee of thy faults of the past and the future."

(Al-Fath 48:1) (Haqiqat-ul-Wahi, p. 94)

٩- ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾

(المزمل ١٥) (حقیقة الوحی ص١٠١)

9. "Verily We have sent unto you (O men!) a Messenger as a witness over you as we sent a Messenger unto Pharaoh."

(Al-Muzammil 73:15)
(Haqiqat-ul-Wahi, p. 101)

١٠- ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾

(الكوثر ١) (حقیقة الوحی ص١٠٢)

10. "To thee have We granted the Fount (of Abundance)."

(Al-Kauthar 108:1)
(Haqiqat-ul-Wahi, p. 102)

١١- ﴿(اراد الله) أن يبعثك مقاما محمودا﴾

(حقیقة الوحی ص١٠٢)

11. "God has determined to grant thee that position in which thou will be praised."

(Haqiqat-ul-Wahi, p. 102).

١٢- ﴿يس. وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ. إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

(یس ١) (حقیقة الوحی ص١٠٧)

12. "Ya Sin. By the Quran, full of Wisdom, thou art, indeed one of the Messengers sent on a straight path."

(Ya Sin 36: 1-3)
(Haqiqat-ul-Wahi, p. 107,
Tazkirah, p. 479).

١٣- ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾

(الانفال١٧) (حقیقة الوحی ص٧٠)

13. "And thou (Muhammad) threwest not (a handful of dust) when thou didst throw, but Allah threw."

(Al-Anfal 8:17) (Haqiqat-ul-Wahi p. 70).

١٤- ﴿الرَّحْمَٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْآنَ﴾

(الرحمن ١) (حقیقة الوحی ص٧٠)

14. "Allah, The Beneficent. It is He Who has taught the Quran."

(Ar-Rahman 55:1-2)
(Haqiqat-ul-Wahi, p. 70).

١٥- ﴿قل انی امرت وانا اول المومنین﴾

(حقیقة الوحی ص٧٠)

15. "You say that I have been commanded and I am the first to accept the faith."

(Haqiqat-ul-Wahi, p. 70).

١٦- ﴿وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ﴾

(الكهف ٢٧) (أيضا ص٧٤)

16. "And recite that which hath been revealed unto thee from thy Lord."

(Al-Kahf 18:27) (Haqiqat-ul-Wahi, p. 74).

١٧- ﴿وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾

(الأحزاب٤٦) (أيضا ص٧٥)

17. "And as one who invites to Allah's (Grace) by His permission, and as a Lamp spreading Light."

(Al-Ahzab 33:46)
(Haqiqa. ul-Wah, p. 75).

SUBMISSION TO THE HON'BLE SUPREME COURT OF PAKISTAN

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. Salim

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

III. Having masqueraded as the reborn Muhammad ur Rasulullah, (صلی اللہ علیہ وسلم) Mirza Ghulam Ahmad appropriated to his self all those verses of Quran Hakeem which Allah had sent down in respect of Hazrat Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم). Every Muslim knows that these Ayaat or verses are in respect of Muhammad ur Rasulullah (صلی اللہ علیہ وسلم) but Mirza Qadiani appropriated them to his personality in a show of rude boldness. In support of my contention I quote below some twenty Ayaat of Quran Hakeem along with Mirza Ghulam Ahmed Qadiani's references wherein he arrogated them to his self.

١- ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

(الفتح : ٢٩) (ایک غلطی کا ازالہ ص٣)

1. "Muhammad is the Messenger of Allah. And those who are with him are stern against the unbelievers, (but) merciful among themselves."

(Al-Fath 48:29) (Ek Ghalati ka Izala. p.3. Tazkirah p.94, 4th Edition).

٢- ﴿هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

(الصف : ٩) (تذکرہ ص ٣٨٧-٣٨٨) (اعجاز احمدی ص ٧)

2. "He it is Who hath sent His Messenger with the guidance and the Religion of Truth, that He may make it triumph over all religions."

(As-Saff 61:9)
(Tazkirah pp. 387-388, 4th Edition)

٣- ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

(آل عمران ٣١) (حقیقۃ الوحی ص ٨٢)

3. "Say (O Muhammad, to mankind): If ye love Allah, follow me; Allah will love you."

(Aal-Imran 3:31)
(Haqiqat-ul-Wahi p. 82)

٤- ﴿قُلْ يٰۤأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾

(الأعراف ١٥٨) (تذکرہ ص ٣٥٢ طبع چہارم)

4. "Say (O Muhammad): O mankind! Lo! I am the Messenger of Allah to you all."

(Al-A'raf 7:158)
(Tazkirah p. 352, 4th Edition)

٥- ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾

(النجم ٣-٤) (تذکرہ ص ٣٧٨)

5. "Nor doth he speak of (his own) desire. It is but a Revelation revealed."

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر یوم احتجاج

حیدر آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اعلامیہ کے مطابق ۱۴ جون بروز جمعۃ المبارک کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر یوم احتجاج منایا گیا جس میں ملک میں بڑھتی ہوئی قادیانی سرگرمیوں' اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق امریکہ کی پاکستان میں اسلامی قوانین کو منسوخ کرانے کی مہم کا سختی سے نوٹس لیا گیا۔ حیدر آباد و لطیف آباد سائٹ ایریا کوٹری کے علماء نے بھرپور یوم احتجاج منایا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا عبدالسلام قریشی' مولانا تاج محمد ہایونی' مولانا شبیر احمد خان' مولانا محمد نعیم' مولانا سیف الرحمن' مولانا جمیل الرحمن' مولانا محمد افضل چشتی' مولانا عبدالمتین قریشی' قاری منظور الحق' مولانا محمد یعقوب کوسو' حافظ محمد طاہر' مولانا حسین احمد' قاری شفیق ہزاروی' مولانا رب نواز' مولانا حافظ محمد حیات' قاری الٰہی بخش' شاہ محمد رفیع الدین' مولانا محمد نے جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت نوازی' امریکہ کی توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کرانے کی مہم کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ اور اگر حکومت نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو ملک گیر تحریک چلانے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔ پشاوری مسجد شاہی بازار میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد عثمانی نے کہا کہ قادیانی ملک و ملت کے وفادار نہیں ہیں ان کے ساتھ کسی بھی معاملے میں رعایت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ توہین رسالت کے قوانین کو کسی بھی صورت میں ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی چاہئے اس کے ختم کرنے کے لئے دباؤ ڈالنے والے امریکی یہودی ہوں یا پاکستانی یہودی انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت عوام کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے ہر ممکن ذرائع اختیار کرے گی مولانا نذر عثمانی نے مزید کہا کہ حکومت قادیانی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لے کر انہیں بند کرائے۔

غوثیہ کالونی سائٹ ایریا کوٹری میں قادیانی کا قبول اسلام

حیدر آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سائٹ ایریا کوٹری کے صدر شاہ محمد رفیع الدین کے دست پر ایک قادیانی بشیر احمد ولد عبداللطیف نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا بشیر احمد نے کہا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا مرزا غلام احمد قادیانی دجال کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسیح موعود اور مہدی ہونے دعویٰ کیا ہے وہ سوائے دجل اور تلبیس کے کچھ نہیں ہیں تمام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ نزول عیسیٰ و آمد مہدی کو تسلیم کرتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اس موقع پر مولانا محمد نذر عثمانی مبلغ ختم نبوت حیدر آباد بھی موجود تھے انہوں نے نومسلم بشیر احمد کو مبارک باد دی اور دعا کی اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم رکھے مولانا نذر عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جبکہ اسلام کے علاوہ تمام مذاہب جھوٹے اور گمراہ کن عقائد کے حامل ہیں انہوں نے تمام قادیانیوں کو دعوت اسلام دی کہ وہ قادیانی مذہب کا غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کریں اور اگر ان کے کوئی شکوک و شبہات ہیں تو ہم دور کرنے کے لئے تیار ہیں یاد رہے نوری آباد سے ۸ افراد پر مشتمل ایک کنبہ پچھلے ماہ قادیانیت پر سے تائب ہو کر اسلام قبول کر چکا ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ نبوت بلوچستان کے امیر مولانا محمد منیر الدین کی معیت میں۔ مولانا انوار الحق حقانی خطیب جامع مسجد مرکزی مولانا عبدالواحد خطیب جامع مسجد قندھاری۔ مجلس کے مرکزی مبلغین مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا محمد علی صدیقی' حاجی سید شاہ محمد آغا' حاجی محمد عبداللہ مینگل' حاجی سید سیف اللہ آغا' فیاض حسن سجاد' حاجی تاج محمد فیروز' حاجی عبدالمتین' حاجی نعمت اللہ خان' خلیل الرحمن چوہدری' محمد طفیل احرار' نور خان بڑیچ ابراہیم زبیر اور غلام یاسین نے جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے سرگرم رہنماء حاجی عبدالرنان بڑیچ کی عیادت کی موصوف کافی عرصہ سے بیماری کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ ان رہنماؤں نے تمام جماعتی احباب اور قارئین ختم نبوت سے اپیل کی ہے کہ وہ حاجی صاحب موصوف کے لئے صحت کاملہ کی دعا کرتے رہیں۔

محمد انور رانا کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنماء' ہفت روزہ ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد انور رانا کی نانی صاحبہ گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے فوت ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰت کی پابند تھی ۱۱۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا اور مرحومہ کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری مدظلہ نے پڑھائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا مفتی جمیل احمد خان' مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری' عالمی مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی' حضرت مولانا مفتی منیر احمد اخون' جمال عبدالناصر' رانا محمد طفیل جاوید' مولانا عبداللطیف بھائی نعیم صاحب اور ریاض الحق اور دیگر جماعتی رفقاء نے محمد انور رانا سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ تمام قارئین ختم نبوت کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

۱۱ ویں عالمی

عظیم الشان

سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

برمنگھم

بروز اتوار

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء بمقام جامع مسجد برمنگھم

۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی ◎ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے 071-7378199